انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

رئیس التحریر مناظر اہلسنت سرمایہ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ

محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی (بہاولپور)

باہتمام : محمد کاشف اشرفی عطاری

قطبِ مدینہ پبلشرز

فون : 2432429
ٹریڈ ایونیو، حسرت موہانی روڈ، میزبان فلور، نزد چیمبر آف کامرس، کراچی۔ موبائل فون : 0303-7286258

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم

موت کے بعد حیات کا ثبوت

پیش لفظ

مولوی غلام اللہ خان دیوبندی فرقہ کا ایک ایسا فرد تھا جو اصلی دیوبندیت کا علمدار تھا وہ تقیہ کا قائل نہ تھا اسی لیے اس نے اپنا ایک علیحدہ گروپ تیار کیا اور مشہور کرتا تھا کہ ہم اصلی دیوبندی ہیں دوسرے ڈالڈے وغیرہ، (الکتاب المسطور) وہ تو ایک عرصہ سے آنجہانی ہو گیا لیکن اس کے فضلے موجود ہیں جواب بھی دیوبندی فرقہ کے ساتھ اسی رفتار میں ہیں جس طرح مولوی غلام اللہ خان تھا اس کا ایک فضلہ جتور گڑھی ہے جو غلام اللہ خان سے گستاخیوں میں دو قدم آگے ہے، فقیر کے ایک عزیز نے اس کے ایک رسالہ کے رد کا کہا، جب فقیر نے رد مکمل کر لیا اسے تنگدستی نے گھیر لیا فقیر کو اس کی تنگدستی کا افسوس ہوا لیکن اپنی محنت سے پریشانی تھی، اللہ تعالیٰ عزیزم محمد اسلم اویسی قادری کھارادر کراچی کا بھلا کرے جس نے اس کی اشاعت کی حامی بھری ہے مولیٰ عزوجل عزیز موصوف کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور فقیر کی محنت ٹھکانے لگے اس سے عوام کو مشعلِ راہ نصیب ہو، فقیر اور ناشر کے لیے راہِ آخرت کا توشہ ثابت ہو

(آمین)

مدینے کا بھکاری

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان ۳ ذیقعدہ ۱۴۲۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد! عزیزم فاضل مولانا صفدر نے رسالہ الحیٰوۃ دیکھ کر کہا کہ اس میں جو عقائد و مسائل اہلسنت کے خلاف ہیں ان کی تردید و تحقیق لکھ دیں، رسالہ کے مصنف علامہ احمد سعید خان ہیں فقیر مصنف مذکور کی کیفیت مذہبی سے واقف ہے اس کے گھٹیا پن سے خود فضلائے دیوبند تنگ ہیں ہندوپاک کے اکابر سب اسے دیوبندیت کا عضو ماؤف سمجھتے ہیں اس کا تعارف اس کے ایک ہمجولی (مولوی عبدالعزیز شجاع آبادی) سے سنیے۔

تعارف :۔

تشدد گروپ "یہ لوگ بظاہر جمیعۃ اشاعت التوحید والسنۃ" کے حلقہ عقیدت کے لوگ ہیں ۱۳۹۰ھ راقم نے "انجمن اشاعت التوحید والسنۃ" کے نام سے ایک تبلیغی ادارہ قائم کیا تھا۔ یہ لوگ اس کے بھی رکن تھے مولوی سعید احمد چتوڑ گڑھی کو معہ چند رفقاء دیگر اس انجمن کا واعظ مقرر کیا گیا۔

لکڑہٹہ وغیرہ مضافات کے لوگوں کو اشاعت کے اکابرین سے راقم نے ہی روشناس کرایا، مگر تھوڑے ہی دن گزرے کہ واعظ مذکور اور اس کے ہم مزاج افراد نے تفرقہ شروع کر دیا اور گروپ بندی پر گامزن ہونے لگے بندہ نے ہر ممکن سمجھانے کی سعی کی مگر بار آور نہ ہو سکی میں ان کی مجلس محلِ ممبر و محراب کی زبان سے از حد متنفر ہو گیا، جس چیز کو یہ لوگ ازراہِ جہل مرکب ذوق سلیم اور علم لدنی سمجھتے ہیں میں اس کو ایک ذہنی آفت اور کھلی بد اخلاقی سمجھتا ہوں، کچھ عرصہ پہلے بچاری زلیخا جس کا ذکر دربارہ

؎ وہ زانیہ، فاسقہ، فاجرہ تھیں (معاذ اللہ) فقیر اویسی غفرلہ نے اس کے رد میں ایک ضخیم کتاب "نکاح زلیخا" لکھی جو چھپ گئی ہے۔

محبت حضرت یوسف علیہ السلام قرآن مجید میں آیا ہے ان کی تنقید کا نشانہ تھی اس کی جان چھوٹی تو نواسہ رسول حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کربلا کو یزید کا باغی ثابت کرنے کا ٹھیکہ لے لیا، اور آپ کی شہادت کو ایک باغی کی موت قرار دیا۔

اخلاقی پستی :۔

کبیر والا شہر میں ان حضرات کے زیرِ اہتمام ایک اجتماع سے راقم نے خطاب کیا بر سبیل تذکرہ مولانا خیر محمد صاحب جالندھری مہتمم خیر المدارس ملتان اور مولانا عبدالخالق صاحب مہتمم دار العلوم کبیر والا کا ذکر آیا چونکہ یہ ہر دونوں حضرات فوت ہو چکے ہیں اس لیے میں نے ان کا نام لینے کے بعد رحمتہ اللہ علیہ کا جملہ دعائیہ استعمال کیا ہے تقریر ختم ہو گئی مگر میں اسٹیج سے اترا نہیں تھا کہ ایک صاحب مائیک کے سامنے تشریف لائے اور تردید کر دی کوئی کسر باقی رہی تھی تو علیحدہ ہونے پر مجھے ملامت کے رنگ میں کہا گیا کہ آپ ہیجوے قسم کے موحد ہیں، ایسوں کو رحمتہ اللہ علیہ سے دعا دینا شانِ توحید کے خلاف ہے نیز ایک مقام پر میری مجلس میں ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا مردے سنتے ہیں یا نہیں ؟ میں اسے مناسب جو جواب ہوتا دیتا مگر ان میں سے ایک صاحب بولے کہ کوئی قبر کھودو میں اپنے ہاتھ سے اس کی مقعد میں پانی ڈالتا ہوں اگر مردے سنتے ہیں تو بول اٹھے گا میں نے یقین کیا کہ میرے جیسے آدمی کے لیے اس قسم کے لوگوں کے ساتھ چلنا، ابروئے علم اور ناموسِ علماء کی صریح توہین ہے۔

اس جملہ سے اخلاقی پستی تو ہے ہی لیکن معلوم ہو گیا کہ چند چنڈروں کے علاوہ باقی تمام دیوبندی، ہیجوے ہیں، سچ ہے
ع "صاحب البیت ادریٰ بما فیہ"
گھر والا گھر کو خوب جانتا ہے

اپنے رہنماؤں کو نہیں بخشتے!

اس گروپ کے دوسرے صاحب کو جو حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی کا مرید کہلاتا تھا میں نے کہا تمہارے پیر صاحب تو "سماع عند القبر الشریف" کے قائل ہیں ان کے متعلق آپ کی کیارائے ہے؟ تو فوراً جواب دیا کہ وہ بھی کافر تم بھی کافر جو بھی سماع کا قائل ہو سب کافر۔

چتوڑ گڑھی کے عقائدِ فاسدہ بقول عبدالعزیز شجاع آدی

مذہبی خیانت:

انکارِ سماع کے موضوع پر تین کتابچے اس گروپ کے ایک مصنف نے تالیف کیے ہیں، بلفظہا چند عبارات نقل کرتا ہوں، اسلاف نوازی و مذہبی دیانت ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ جیسے دور سے درود کا ثواب آنجناب کو پہنچتا ہے اسی طرح قبر مبارک کے نزدیک درود پڑھنے کا ثواب آنجناب کو پہنچتا ہے، سننے اور جواب دینے کا من گھڑت قصہ ہی نہیں (رسالہ دعوت الرشاد ص ۸ مؤلف مولوی اللہ بخش صاحب)

۲۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ میں سے حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر مبارک کے پاس سلام عرض کرتے تھے جب سفر سے واپس آتے تھے نہ اس عقیدہ سے کہ آنجناب سنتے ہیں بلکہ اس طرح جس طرح عام گورستانوں سے گزرتے ہوئے سلام کہا جاتا ہے۔ "(رسالہ دعوۃ الرشاد صفحہ ۲۶ مؤلف مذکور)"

۳۔ بعد از موت "سماع" وردیت انبیاء کا عقیدہ دراصل یہودیوں کی ایجاد ہے۔

۴ ما من احد یسلم علی اس روایت کے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ یہ کلام رسول اللہ کا نہیں۔

۵۔ نیز اتنے کروڑوں مسلمانوں کا درود و سلام سننا تکلیف مالا یطاق ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے لیے تو یہی بات بجائے راحت کے الثارنج عظیم کا باعث بنی ہوئی ہوگی۔ دنیا کی زندگی میں کافروں نے آرام نہیں کرنے دیا تھا اور موت کے بعد مسلمان چین و راحت سے نہیں رہنے دیتے۔ (رسالہ اربعین احادیث مؤلفہ مذکور)

۶۔ روضہ اطہر پر صلوٰۃ و سلام کے لیے جانے سے بھی رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔

۷۔ مرے ہوئے شخص کو خواہ پیغمبر ہی کیوں نہ ہو موت کے بعد اپنے اوپر وارد ہونے والے حالات کا علم نہیں ہوتا۔ (رسالہ اربعین آیات مؤلف مذکور ص ۴۱)

خانہ جنگی اور تبلیغی تقدس کی پامالی بقول عبدالعزیز شجاع آبادی

"تشدد گروپ" کے واعظوں نے نہ صرف مسلک کی اسٹیج کو بدنام کیا بلکہ اپنے اکابر کو ایک مخمصے میں مبتلا کر دیا ہے جگہ جگہ قائلین "سماع صلوٰۃ و سلام" کو کافر و مشرک کا فتویٰ دیا اور اہل توحید کو خانہ جنگی پر مجبور کر دیا ہے۔

تقریری اقتباسات!

فن خطابت مقدس ہونے کے باوجود دورِ حاضر میں لاوارث و یتیم ہے، علم و دانش والوں کے ساتھ ہر نتھو خیرا اسٹیج سوار ہو گیا اب عوام کی نظروں میں بہترین خطیب وہی ہے جو اچھے قسم کا گلوکار ہو اور واہی تباہی بکنے میں حیاء و حجاب نہ کرے ایسے آدمی کو کسی مرشد و مربی کی ضرورت ہے نہ کسی آزمودہ کار صاحب فن کی سٹیج سوار ہونے کے بعد جہاں یہ لوگ گویا اور بھانڈوں کا پاٹ ادا کرتے ہیں وہاں یہ شتر بے مہار

"عالم" اور مفتی بھی خود بن بیٹھتے ہیں، افتتاحی طور پر بہاولپور گھلواں کے قریب اس گروپ کے واعظ محمد سعید نے اپنے انداز فکر کی ترجمانی کرتے ہوئے خطاب کیا جس سے اس حلقہ میں دیوبندی مسلک کے لوگ باہم دست وگریبان ہو گئے اور علماء حق کی تمام تبلیغی کاوشوں پر ہمیشہ کے لیے پانی پھر گیا ہے۔

تقریر اول ا ۔ بہاولپور گھلواں

ا۔ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر عالم الغیب والشہادہ جان کر یہ اقرار کرتے ہیں اور بیان ثبت کراتے ہیں۔

۲۔ کہ مولوی سعید احمد چتوڑ گڑھی نے سینکڑوں انسانوں کے مجمع میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ یہ اعلان کیا کہ نبی علیہ السلام اپنی قبر منور میں (قبر مبارک) پر پڑھا ہوا درود و سلام نہیں سنتے نہ سماع جسمانی اور نہ سماع روحانی۔

۳۔ جو شخص حضور علیہ السلام کے سماع صلوۃ و سلام عند القبر کا قائل ہے خواہ کسی تاویل سے ہو، وہ قرآن و حدیث اور شریعت کی رو سے بلا تاویل کافر ہے مرتد ہے۔

۴۔ جو شخص "سماع عند القبر" کے قائل کو کافر نہ سمجھے وہ بھی بلا تاویل کافر ہے اور جو اس کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر نیز جو شخص اس مسئلہ کو فروعی کہتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

۵۔ اگر نبی علیہ السلام کے سماع عند القبر کا قائل ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں تو وہ بھی کافر ہیں یعنی اگر ابو بکر صدیق میرے سامنے آکر یہ عقیدہ ظاہر کریں تو میں ان کو بھی کافر کہہ دوں گا۔" (بلفظہ جماعت بہاولپور گھلواں) (ضلع بہاولپور)

چتوڑ گڑھی منافق ہے :

مولوی عبدالعزیز نے دعوة الانصاف میں لکھا کہ گوجرانوالہ میں حضرت مولانا غلام اللہ خانصاحب کی تحریک پر اشاعت التوحید کے علماء کرام کی ایک میٹنگ بلائی گئی مقصد یہ تھا کہ جمیعت کی تبلیغی پالیسی کو مضبوط کیا جائے اور بے لگام آدمیوں کو تنبیہ کی جائے کہ وہ اپنے طرز عمل اور کردار سے مسلک میں رخنہ اندازی نہ کریں۔

قائلین سماع صلوٰۃ واسلام عند القبر کو مشرک وکافر نہ کہا جائے۔ چنانچہ ایک تحریر لکھی گئی جس کے اوپر واعظ محمد سعید نے بقول شیخ القرآن (منافقانہ) دستخط کردیئے اور شاہ صاحب نے دستخط کرنے سے انکار کردیا۔ اور بقول حضرت خانصاحب یہ فرمایا کہ میں (قائلین سماع کو کافر کہوں گا) اس پر مجلس برخواست ہوگئی مولانا غلام اللہ خانصاحب کا خط جو میری طرف لکھا تھا ملاحظہ فرمادیں کیونکہ میں اس میٹنگ میں شامل نہیں ہوا تھا۔

اشاعت التوحید والسنتہ کے اکابرین کے تاثرات وخطوط

محترم ومکرم مولانا صاحب!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ تعالیٰ محمد سعید نے منافقانہ ' اسے دستخط کردیئے ہیں کہ سماع والے کافر نہیں ہیں، اور شاہ صاحب نے بالکل دستخط سے انکار کردیا اور کہا میرا عقیدہ یہی کفر کا ہے، اور محمد سعید کا یہی ہے واللہ اعلم۔ کیا غضب الہٰی ہے تمام امت کو کافر کہہ دینا۔ لاشئی غلام اللہ

اسے یہ ہے چتوڑ گڑھی جسے دیوبندی مولویوں کے علاوہ خود اس کا استاد غلام خان بھی منافق وغیرہ لکھ رہا ہے اگر اب بھی کوئی اسے مذہبی پیشوا مانتا ہے تو اس کی دیوانگی پر ماتم کرنا چاہیے لیکن ایسے دیوانے ہر دور میں ہوتے ہیں۔ یہ نہیں مانتے تو نہ مانیں لیکن کل قیامت میں پچھتائیں گے۔

چند چنڈور

مذکورہ بالا میٹنگ کے بعد اس مٹھی بھر بدعتی جماعت سے سارے کے سارے ایک ایک ہو کر بھاگ نکلے چند ایک خطوط ملاحظہ ہوں۔

عزیز مولوی عبدالعزیز صاحب

ا۔ السلام علیکم نوازش نامہ ملا، خیریت مطلوب!

احقر نے تو جمیعۃ سے استعفےٰ دے دیا ہے، ویسے برادرانہ تعلقات مولانا غلام اللہ خانصاحب اور مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب دونوں سے بدستور رکھوں گا مگر اب عمر بڑی اور ضعف پیری کے باعث اتنے جھگڑوں اور جھمیلوں میں پڑ نہیں سکتا، اس لیے عافیت اسی میں سمجھی کہ کنارہ کش ہو جاؤں، (احقر شمس الدین گوجرانوالہ)

۲۔ مکرم بندہ حضرت مولانا صاحب دام اقبالہ،

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی۔

مولوی احمد سعید سے جتنا اختلاف آپ کو ہے اتنا یا اس سے شدید تر مجھے اختلاف ہے، اب اسے نہ دعوت دی ہے نہ ارادہ ہے آپ ضرور تشریف لائیں،

(عصمۃ اللہ قاضی)

۳۔ مکرمی مولانا صاحب زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالےٰ

والانامہ ملا یاد۔ آوری کا شکریہ، بندہ کو بحمد اللہ آنجناب کے ساتھ کوئی رنج نہیں، باقی سماع کے قائلین کو کافر کہنا پھر بندہ کی طرف اس زہریلے عقیدہ کی نسبت کرنا بہتان عظیم اور زود مبین ہے۔ میں تو عام میت کے سماع کے قائل کو بھی کافر نہیں کہتا۔ (بلفظہٖ عبدالغنی الجاجروی (گاگڑوی رحیم یار خان)

بچ گئے دیوانے دو

دیوبند کے بدعتی گروہ کا شیرازہ بکھرا تو باقی دو دیوانے بچے۔ (۱) چتوڑ گڑھی (۲) عنایت اللہ شاہ گجراتی۔

مولوی عبد العزیز شجاع آبادی نے دعوت الانصاف میں لکھا کہ۔

"جمیعت اشاعت التوحید والسنۃ" کے اکابرین کی بیزاری بلکہ اظہارِ نفرت کے باوجود "تشدد گروپ" کے تمام کتابچوں کو محترم عنایت اللہ شاہ صاحب کی تائید و تصدیق حاصل ہے ان کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ جماعت کا شیرازہ بکھرے یا باقی رہے توحید کے نام پر ایک فساد کار انسان کی گود میں امیر جماعت اور عالمِ دین کا چلا جانا باعث حیرت و استعجاب ہے۔

ملاحظہ ہو تصدیق، رسالہ "دعوتِ الرشاد" مختلف مقامات سے سنا شرک و کفر کے رد میں دلائل کتاب و سنت سے استفادہ حاصل کیا گیا ہے، مصنف کو اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔) (عنایت اللہ گجراتی)

دیوبندی بریلوی نصاریٰ اور یہودی :

جس کفر اور شرک کی تردید کے لیے دلائل قرآن و حدیث سے مؤلف نے استفادہ کیا وہ عقیدہ سماع صلوٰۃ و سلام "عند القبر للنبی الکریم ہے جمہور امت کی تکفیر پر محترم شاہ صاحب نے تحسین بلیغ فرما کر "تشدد گروپ" کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے "کافر ساز کمپنی" کے اس فتوے پر محترم شاہ صاحب کی خطابت کا رخ بھی اس طرف پلٹ گیا کہ مشرک چار قسم ہیں اول، یہود و نصاریٰ، ثانی، "بت پرست" ثالث غالی رضاخانی" رابع، دیوبندی جو سماع کے قائل ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

شریف اللہ خاں دکاندار (شجاع آبادی) جو کہ مولوی سعید احمد صاحب اور مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب کا معتقد ہے اس نے بیان کیا کہ سید عنایت اللہ شاہ نے خانگڑھ میں اپنی تقریر کے دوران فرمایا کہ مشرک چار قسم کے ہیں "اول یہود و نصاری "دوم مشرکینِ مکہ سوم بریلوی" چہارم "دیوبندی" جو سماع کے قائل ہیں۔ (بلفظہ رشید احمد عفی عنہ)

نوٹ ان تمام مذکورہ خطوں کی اصل تحریریں مع فوٹو کاپی بندہ کے پاس محفوظ ہیں، عند الضرورۃ پورا مواد مہیا کیا جا سکتا ہے، اصل الفاظ من و عن لکھے جا رہے ہیں۔

دیوبندی ابو جہل کی بڑ :

مولوی عبد العزیز شجاع آبادی نے آخری حوالہ لکھ کر چتوڑ گڑھی کو سکرات الموت کے منہ میں دے کر خود بھی پیچھا چھڑا لیا، اسی دعوۃ الانصاف میں لکھا کہ۔

مولانا عبد الحمید صاحب سواتی مہتمم مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ نے حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب "تحفہ ابراھیمیہ" کے مقدمہ میں لکھا ہے "شاہ صاحب" قائلین سماع کو ابو جہل کا بڑ تک کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے، ایک زمانہ تک قرآن مجید کی وہ آیات جن کو شاہ صاحب اہلِ بدعت اور مشرکین دورِ حاضرہ کے خلاف پیش کرتے تھے اب وہی آیات عقیدہ حیات النبی کے ماننے والوں اور سماع موتی کے قائلین کے خلاف چسپاں کرتے ہیں کیا یہ انتہا پسندی نہیں ؟ سماع موتی کے قائل تو حضرت عمر اور عبد اللہ ابن عمر جیسے جلیل القدر صحابہ بھی ہیں، اور امت کے بہت سے جلیل القدر آئمہ دین بھی ہیں، کیا یہ سب ابو جہل کا بڑ ہیں۔ (تحفہ ابراھیمیہ صفحہ ۴۴)

محترم عنایت اللہ شاہ صاحب اگر ان چند غیر ذمہ دار آدمیوں کا سہارا نہ بنتے اور

ان کو اپنی تائیدوں اور تصدیقوں سے مشرف نہ فرماتے تو یہ "پسر نا معلوم" فتویٰ مع اپنے تکے سیر والے مفتیوں کے اپنی موت آپ ہی مر گیا ہوتا۔ البتہ اب شاہ صاحب کی وجہ سے اس کی سکراۃ الموت کچھ لمبی ہو جائے گی!

تنگ آمد جنگ آمد

بلآخر مولوی شجاعبادی نے استعفاء دے دیا چنانچہ خود لکھا کہ

"ناظم اعلیٰ کی خدمت میں میرا استعفا"

میں نے جب یہ دیکھا کہ ہماری بات جو اس اختلاف سے پہلے مسئلہ تھی وہ اب مسخری بن گئی ہے تو حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب کی خدمت میں اپنا استعفیٰ بھیج دیا جس کے جواب میں آپ نے لکھا کہ "میں آپ کو نہیں چھوڑ سکتا" شجاع آباد میں شاہ صاحب کی موجودگی میں "تشدد گروپ" کے واعظ محمد سعید نے کہا تھا۔ "وہ گوہ خور ملاّ جو سماع کا قائل ہے" ان حیا سوز اور شرافت شکن حرکتوں کے باوجود شیخ القرآن مجھے نہیں چھوڑتے۔ مگر میں شاہ صاحب جیسے امیر اور ان کی جماعت کے ساتھ کیسے چل سکتا ہوں، جس کے ازیں گونہ واعظ جو ممبر تک گوہ نہ چھوڑیں یہ غلاظت نوازی تو اپنے امیر کے سامنے فرمائی ان کی عدم موجودگی میں کسی شریف انسان کو ایسے زبان دراز واعظ سے کس خیر کی توقع ہو سکتی ہے، علاقہ بہاولپور گھلواں میں ایک جلسہ میں محترم عنایت اللہ شاہ صاحب مع اپنے مذکور واعظ کے فرد کش تھے، کمرہ مخصوص سے باہر اس علاقہ کے ایک عالم نے امام ابن کثیر کی عبارت پیش کرنا چاہی تو محمد سعید صاحب نے فرمایا کہ پہلے اس کا نام صحیح کریں، ابن کثیر کوئی اچھا ہوتا ہے؟ (یعنی ولد الحرام) اس محدث کبیر مفسر اور امام وقت کا گوشت بھی وہاں کھایا گیا۔ جہاں امیر اشاعت التوحید بنفسِ نفیس موجود تھے۔ (مولوی عبدالعزیز شجاعبادی کا استعفاء دعوۃ الانصاف)

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
طعنش اندر کار پاکان می دہد

جب خدا تعالیٰ کسی کا پردہ چاک کرتا ہے تو اس کا میلان انبیاء و اولیاء پر طعن زنی کی طرف کر دیتا ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

یہ شعر ہم دیوبندیوں وہابیوں کی انبیاء اولیاء کی گستاخیوں پر پڑھتے تھے الحمد للہ شجاعبادی مان گئے کہ واقعی یہ شعر بے ادبوں و گستاخوں پر پڑھنا چاہیے۔

گندے عقائد یا گندے رجحانات

اس گروپ کا جہاں حلقہ اثر بنتا جا رہا ہے، وہاں یہ تاثرات موجود ہیں۔

۱۔ نبی کریم ﷺ عند القبر صلوۃ و اسلام قطعاً نہیں سنتے اور عقیدہ "عدم سماع" جزو ایمان ہے۔

۲۔ آپ کی روح مبارک کا تعلق آپ کے جسد اطہر سے کسی قسم کا نہیں اور "تعلق روح" کا عقیدہ بت پرستوں کا ہے۔

۳۔ صلوۃ و سلام عرض کرنے کے لیے آنحضرت ﷺ کی قبر شریف پر اجتماع بے ضرورت ہے۔

۴۔ امام زین العابدین امت کے لوگوں کو روضۂ اطہر کی زیارت اور حاضری دینے سے منع فرماتے تھے۔

۵۔ حضور ﷺ کی قبر پر درود و سلام کے لیے صرف ایک صحابی حضرت عبد اللہ ابن عمر ہی جاتے تھے، مگر ان کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ آنحضرت ﷺ عام

گورستانوں کے مردوں کی طرح کچھ نہیں سنتے!

۶۔ صلوۃ وسلام کے سماع اور زیارت بعد الوفات کا عقیدہ یہودیوں کا بنایا ہوا ہے۔

۷۔ جن حدیثوں سے سماع صلوۃ وسلام عند القبر ثابت ہے وہ قول رسول نہیں من گھڑت قصے ہیں۔

۸۔ سماع صلوۃ وسلام کا عقیدہ شرک کی جڑ ہے۔

۹۔ موت کے بعد عذاب وثواب صرف روح کو ہوتا ہے جسد عنصری کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۱۰۔ آنحضرت ﷺ کو مدینہ شریف والی قبر میں حیات النبی ماننا صریح غلط ہے۔

۱۱۔ اصل قبر یہ نہیں جہاں میت کو دفن کیا جاتا ہے، بلکہ قبر اس مقام پر ہے جہاں روح موجود ہے۔

۱۲۔ قرآن مجید کی شرح کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں اور آئمہ دین کے قول کا کچھ اعتبار نہیں۔

یہ تمام تر تاثرات "تشدد گروپ" کی کتابوں میں سے (جن کو محترم عنایت اللہ شاہ صاحب کی تصدیق وتائید حاصل ہے) پیدا کئے جاتے ہیں عام سننے دیکھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ یہ عقیدہ "اہل السنۃ والجماعۃ" علماء دیوبند اور اشاعت التوحید والسنّت کے جمہور علماء کا ہے، حالانکہ یہ مسلک ماسوائے محترم عنایت اللہ شاہ صاحب کے پروردہ "تشدد گروپ" کے کسی مسلمان کا نہیں ہے۔

ہمارے ہاں شجاع آباد میں ایک مکان پر شاہ صاحب اور واعظ محمد سعید خطاب کر رہے تھے توحید کے موضوع پر کہا "بت" نہیں سنتے خدا سنتا ہے "بت" عام نہیں

خدا کے بنائے ہوئے ہوں، جیسے حضور علیہ یالات ومنات کی مورتی، شاہ صاحب نے تصدیقاً تیج پر فرمایا کہ یہ نوجوان میری کمی انشاء اللہ تعالیٰ پوری کرے گا۔ جائے اس کے کہ شاہ صاحب اس گستاخ اور موہن (توہین کرنے والا) رسول کے منہ میں لگام دیتے اور اصلاح فرماتے الٹا اس کی تحسین فرما کر فریب خوردہ محقق بنا دیا۔ (دعوۃ الانصاف)

تبصرہ اویسی غفرلہ :۔

ان گندے عقیدوں پر تبصرہ کرنا ہی بے سود ہے کلمہ گو مسلمان جسے اللہ نے عقل سلیم ہے وہ پڑھ سن کر "لاحول ولا قوۃ" اس کے اسلام وایمان پر حیف ہے۔
دیوبند کے پرستاروں کو خصوصاً اور جملہ اہلِ اسلام کو عموماً معلوم ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو بت نہ صرف چتوڑ گڑھی اور عنایت اللہ شاہ گجراتی کہتا ہے بلکہ اس کا مسیح القرآن مولوی غلام خان کھلے بندوں جلسوں میں کہتا رہا چنانچہ ہمارے شہر بہاولپور میں دیوبندیوں نے غلام خان کی عیدگاہ میں تقریر کرائی تو چلتے چلتے "وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یغوث ولا یعوق ولا نسر" (پانچ بت) پڑھ کر کہا کہ اس سے پنجتن (حضور علیہ السلام، حضرت علی حضرت فاطمہ حسنین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم مراد ہیں بہاولپور کے غیور مسلمان اٹھ کر چلے گئے باقی چند دیوبندی جلسے میں بے غیرت بن کر بیٹھے رہے لیکن اس کے بعد پھر اسے کبھی بہاولپور مدعو نہ کیا، اور یہ عقیدہ دراصل محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ہے جو کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو صنم اکبر کہا (الشہاب الثاقب)

محدثِ پاکستان :۔

استاذی المعظم حضرت علامہ محدث اعظم پاکستان محمد سردار احمد لائلپوری

قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اصلی دیوبندیت غلام اللہ پیش کرتا ہے دوسرے صاحبان تقیہ سے کام لیتے ہیں، ان کی تقیہ بازی کی تفصیل فقیر کی کتاب "وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ" میں ہے۔

الحیوۃ :۔

رسالہ کے (چار عنوان) یوں ہیں۔

۱۔ سورہ فاتحہ کی مکمل تفسیر جاری ہے۔

۲۔ مسئلہ حیاۃ النبی کی تحقیق احادیث کی روشنی میں

۳۔ باب الفتاوی، بقیہ رسالہ توحید الذات

۴ بقیہ چودہ سو سال پہلے کا مسلمان۔

ا۔ یہ سلسلہ مطبوعات کا نمبر ۵ ہے اور خانصاحب نے اس نمبر میں " ایاك نعبدو ایاك نستعین "کی تفسیر "دروس القرآن" کے نام سے وہی زہر اگلا ہے جو اسے آباء و اجداد بالخصوص تحریف القرآن کے سربراہ مولوی غلام خان سے نصیب ہوا مثلاً آیت کی تفسیر سے نتیجہ نکالا کہ۔

صرف خدا ہی کی عبادت کرنا چاہیے اسی سے مدد مانگنی چاہیے ہندو لوگ دیوی دیوتا سے عیسائی لوگ تین مظہروں سے جاہل لوگ مصیبت کے وقت پیروں فقیروں اور خانقاہوں سے مدد مانگتے ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ :۔

جاہل لوگ کا اشارہ اہلسنت کی طرف ہے لیکن خود جاہل صاحب کو یہ بھی خبر نہیں کہ اہلسنت پیروں فقیروں سے استعانت کرتے ہیں وہ حقیقۃً استعانت نہیں بلکہ

مجازاً وسیلہ ہے اس کی تفصیل آتی ہے، اگرچہ چتوڑ گڑھی وسیلہ کو بھی شرک کہتا ہے لیکن بفضلہ تعالیٰ اصولی طور پر وسیلہ انبیاء اولیاء کا انکار کسی فرد بشر (اسلام کے مدعیان) کسی کو نہیں یہاں تک کہ چتوڑ گڑھی نجدی آقاؤں کو بھی۔

لطیفہ :۔

فقیر اویسی غفرلہ کے استاد محترم کو ۱۴۰۵ھ میں نجدی حکومت نے اختلافی مسائل کی توضیح کے لیے بلایا۔ تو فقیر استاد محترم کی معیت میں چلا گیا تاکہ انہیں کوئی ضرورت ہو تو فقیر کام آسکے نجدی ملا نے متعدد سوالات کیے فقیر نے کہا کہ "استاد محترم کی شان کے لائق نہیں ان کے جوابات میں ہی دیتا ہوں" نجدی نے کہا کہ تم لوگ شرک میں مبتلا ہو کر ہر وقت پکارتے ہو "یارسول اللہ، یا غوث، یا پیر میں نے کہا اس نداء سے ہمارا مقصد ان ذاتِ مقدسہ کو بارگاہ حق میں وسیلہ بنانا ہوتا ہے اور اصولی طور پر تم بھی وسیلہ کو جائز سمجھتے ہو یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا۔

چتوڑ گڑھی کی تفسیر :

ایاك نعبدو ایاك نستعین " کے درس میں پانچ صفحات سیاہ کر ڈالے۔ تفسیر یا قرآنی مطلب : ہے بس وہ پرانا راگ الاپا کہ سنی لوگ دیوی دیوتا اور عیسائیوں کی طرح مشرک ہیں۔ ناظرین ایمان سے کہیں کیا یہی قرآنی تفسیر ہے اگر یہی تفسیر ہے تو تحریف القرآن کس شے کا نام ہے ؟

تفسیر اویسی غفرلہ :۔

فقیر اویسی غفرلہ آیت کی مختصراً تفسیر عرض کرتا ہے۔

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِینُ O

ترجمہ: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں (کنز الایمان)

تفسیر:۔

آیت میں تقدیم مفعول حصر ہے، یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں، تیرے غیر کی نہ عبادت کرتے ہیں اور نہ تیرے غیر سے مدد چاہتے ہیں عبادت کے معنی ہیں بندگی، بندگی کا مفہوم ہے، غایتِ تذلل اور خشوع و خضوع دوسرے لفظوں میں غایت تعظیم سے بھی اسے تعبیر کیا جاسکتا ہے، جس کا تعلق محض اعتقاد ہے یعنی عبادت غایتِ خضوع اور انتہاءِ تذلل کو کہتے ہیں، اور یہ حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ عابد معبود کی نسبت الوہیت کا اعتقاد نہ رکھتا ہو، اور اس کو قادر مطلق، متصرف بالذات وبالاستقلال نہ جانتا ہو اور اس کے حضور بغیر اضطرار کے اپنے اختیار سے انتہائی تذلل جس کو اظہار عبدیت کہتے ہیں بجانہ لائے۔

اور یہ صرف اور صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے، یعنی تعظیم و تذلل میں اعتقاد الوہیت شرط ہے، ان لوگوں نے اعتقاد الوہیت کی شرط اڑا کر تعظیم مطلق پر شرک کا فتوی جڑ دیا۔

کیونکہ تعظیم مطلق عام ہے اس میں غایت تذلل اور غایت خضوع اور معظم کی الوہیت اور اس کی قدرت و مستقلہ کا اعتقاد ضروری نہیں ہے یاد رہے کہ عبادۃ و تعظیم میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے ہر عبادت تعظیم ہے اور ہر تعظیم عبادت نہیں، ورنہ ماں باپ، استاد پیر، نبی رسول علیہ السلام قرآن شریف، مسجد، کعبہ معظمہ سب کی تعظیم شرعاً مطلوب ہے اور مسلمانوں کو ان کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا گیا ہے ہر تعظیم اگر عبادت ہو جایا کرے تو یہ تعظیمیں شرک ہوں، اور ان کا حکم کرنا شرک کا حکم کرنا ہو، جو شخص شریعت پر ایسا الزام لگائے گمراہ بے دین ہے ایک ہی طرح کے افعال جن میں

صور تا کوئی فرق ظاہر نہ ہو، بسا اوقات حقیقت میں ہوتے ہیں، مشرکین سے زیادہ کا بُعد و دوری ہوتی ہے غیر خدا کی عبادت یقیناً شرک، ہر شریعت حقہ اسکو منافی آئی، تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات جب تک دنیا میں تشریف فرما رہے اس کی بیخ کنی میں مصروف رہے، شرک کسی حال میں جائز نہیں ہو سکتا اور محال کہ خدا طرف سے شرک کا حکم دیا جائے۔

جب فقیر کا یہ قاعدہ سمجھ آگیا اب اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

سجدہ :۔ اللہ تعالیٰ سے خاص ہے، لیکن ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ کا حکم ہوا اور برادران حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا قرآن کریم نے ذکر فرمایا صورۃً یہ سجدہ اور نمازی کا سجدہ اور بت کا سجدہ وضع جبہ یا انحنا ہے یہ بات تینوں صورتوں میں پائی جاتی ہے مگر حقیقت و حکم میں اشتراک نہیں، ملائکہ اور برادران یوسف علیہ السلام کا سجدہ، حضرت آدم و یوسف علیٰ نبینا و علیہم السلام کی تعظیم تھا نہ عبادت، ورنہ اس کا حکم ہونا محال تھا فرق یہ ہے کہ ملائکہ اور برادران یوسف علیہما السلام اپنے معظم کی الوہیت کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے تو وہ سجدہ عبادت نہ ہوا اور نمازی سجدہ میں مسجود لہ کی الوہیت کا اعتقاد رکھتا ہے اس لیے اس کا سجدہ عبادت ہے، مگر چونکہ مسجود لہ اس کا اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ ہے اس لیے یہ عبادت مقبول اور مامور بہا ہے، بت پرست کا سجدہ بھی با عتقاد الوہیت ہے، اور چونکہ اس کا مسجود لہ غیر خدا ہے اس لیے وہ شرک و ممنوع موجب خسران و خذلان ہے، ثابت ہوا کہ تعظیم لغیر اللہ میں اعتقاد شرط ہے۔

بوسۂ حجر اسود :۔

کعبہ معظمہ سے چمٹا ہوا ایک سیاہ پتھر واجب التعظیم ہے کہ حاجی اسے ہر

طواف کے پھیرے پر چومے لیکن کفار نے جن کو معبود بنا رکھا تھا ان کی تعظیم اور چومنا صرف اسی لیے شرک ہے کہ وہ پتھروں کو معبود سمجھ کر تعظیم کرتے اور حجر اسود میں عبادت کا اعتقاد نہیں، ثابت ہوا کہ ان امور کا دار ومدار اعتقاد پر ہے۔ قاعدہ ایسا جامع ہے کہ تمام شرک کے فتوے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں،

قول اور مثال :۔

اس طرح قبروں پر چادریں اور پھول ڈالنا اور بتوں کے آگے پھول پیش کرنا، ان دونوں میں بھی وہی فرق ہے کہ قبروں پر پھول لے جانے والا صاحبِ قبر کو الہ اور قادر بالذات والا استقلال نہیں اعتقاد کرتا اس کو خدا کا خالص بندہ جانتا ہے، نہ خدائی کا شریک یا حصہ دار، نہ معاذ اللہ چھوٹے درجہ کا خدا لیکن بت پرست کو الہ اور قادر بالذات اور بالا ستقلال اعتقاد کرتا ہے،۔ اس طرح اہلِ قبور سے استمداد و دیگر مختلف فیہ مسائل اور اسی اعتقاد الوہیت کی کسوٹی پر پرکھیے۔

وراثت منافقین :۔

محبوبانِ خدا کی تعظیم و تکریم کو شرک میں لے جانے کی وراثت ان لوگوں کو منافقین سے ملی ہے، اس لیے صاحبِ روح البیان نے لکھا کہ جب آیات اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول حضور نبی پاک ﷺ سنائیں تو منافقین نے کہا کہ یہ تو شرک ہے اس لیے کہ پہلے آپ نے صرف اللہ تعالٰی کے سامنے جھکنے کا درس دیا اب اپنی بھی منوانے لگ گئے ہیں اللہ نے ان کے رد میں آیت نازل فرمائی مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰه جو رسول کی اطاعت کرے تو اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اس کی مزید تفصیل و تشریح فقیر کی تفسیر اویسی جلد اول میں پڑھیے۔

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ :-

استعانت کے معنی ہیں طلب عون یعنی مدد مانگنا، جس طرح عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی، اسی طرح استعانت بھی اسی معبودِ حقیقی کے ساتھ خاص ہے فرق صرف اتنا ہے کہ عبادت میں حقیقی مجازی کی تقسیم محال ہے اور یہاں ممکن بلکہ واقع ہے، یعنی معبود مجازی محال ہے اور مستعانِ مجازی ممکن، بلکہ واقع ہے۔ اس کی مثالیں۔

۱۔ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِيْرًا

اے اللہ ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی حمایتی بنادے اور ہمارے لیے کوئی مددگار بنادے۔

۲۔ اعينونی بقوة پوری قوت کے ساتھ تم میری مدد کرو۔

۳۔ واستعينو بالصبرو الصلوة اور تم صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔

۴۔ من انصاری الی اللہ قال الحواريون نحن انصار اللہ

(ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام) میر اللہ کی طرف کون مددگار ہے تو حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔

۵۔ ان تنصروا اللہ ينصرکم

اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

۶۔ وابری الاکمه والابرص واحيی الموتیٰ باذن اللہ

(ارشاد حضرت عیسی علیہ السلام) کہ میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے۔

تبصرہ:

یہ دنیا اللہ تعالیٰ نے اسباب سے مربوط فرمائی ہے ہر کام سبب کے بغیر نہیں۔ دینی ہو یا دنیوی اسے ہم وسیلہ سے تعبیر کرتے ہیں یہی استعانت ہے یعنی دوسرے سے مدد چاہنا اور یہ انسان کی پیدائش سے موت تک دیگر افراد سے متعلق ہے، وہ اپنی غذا، لباس، رہائش ودیگر امور میں بے شمار چیزوں کا محتاج اور لاتعد لو افراد کا رہین منت ہے، بچپن سے لے کر جوانی اور بڑھاپے تک بلکہ پیدائش سے موت تک اور عہد یعنی گود سے لے کر لحد تک ہر مرحلے پر دوسروں کی امداد و اعانت سے وابستہ ہے یعنی انسان پیدائش سے قبر تک غیر اللہ کی مدد کا محتاج ہے۔

ثابت ہوا کہ غیر اللہ سے مدد لینا یا اس سے مدد کے جواز کا عقیدہ رکھنا اسی وقت کفر و شرک قرار پا سکتا ہے جب کہ اس غیر اللہ کو مستقل بالذات ماننے اور تاثیر و ایجاد کا عقیدہ اس کے حق میں رکھے، اور جب کسی کو مظہر عونِ الٰہی تسلیم کرے تاثیر و ایجاد اور استقلالِ ذاتی کی اس سے نفی کرتے ہوئے اس کی امداد و اعانت کا عقیدہ رکھا جائے اور اسی اعتقاد کے ساتھ اس سے مدد طلب کی جائے تو ہرگز کفر و شرک نہیں ہو سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اس کام کا اہل نہ ہو اور اس کی وجہ سے یہ مدد مانگنا لغو اور بے ہودہ قرار پائے مگر اس کو کفر و شرک کہنا یقیناً باطل ہوگا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی کو مظہر عونِ الٰہی تسلیم کر لیا جائے اور اسکے حق میں الوہیت یا لوازم الوہیت کا کوئی عقیدہ نہ ہو تو اس کی مدد اور اعانت در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد و اعانت ہو گی جو کہ ایاک نستعین کی مدلول ہے۔

"ایاک نستعین" میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت بواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ کے ساتھ خاص ہے، حقیقی مستعان وہی ہے باقی آلات خدام واحباب وغیرہ

سب عونِ الٰہی کے مظہر ہیں، بندہ کو چاہیے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دستِ قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء انبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے عقیدہ باطلہ ہے کیونکہ مقربانِ حق کی امداد، امدادِ الٰہی ہے استعانت بالغیر نہیں۔ اگر اس آیت کے وہ معنی ہوتے جو وہابیہ نے سمجھے تو قرآنِ پاک میں "اعینونی بقوۃ" اور "استعینوا بالصبر و الصلوۃ" کیوں وارد ہوتا اور احادیث میں اہل اللہ سے استعانت کی کیوں تعلیم دی جاتی۔

یہی مذہب جملہ اہلِ اسلام کا ہے صرف دو گواہ حاضر ہیں،

۱۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ۔

"ایاک نستعین" کے تحت اپنی تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں۔

"لیکن یہاں یہ بات سمجھنا چاہیے کہ غیر اللہ سے استعانت اس وقت حرام ہوگی جب اس پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کو عونِ الٰہی کا مظہر نہ جانے لیکن اگر توجہ اللہ تعالیٰ کیطرف ہو اور غیر اللہ کو مظہرِ عون سمجھتا ہو اور اسباب و حکمتِ الٰہی کو پیش نظر رکھے اور غیر سے استعانتِ ظاہری کرے تو یہ عرفانِ الٰہی سے بعید نہیں اور شریعت میں بھی جائز ہے اس قسم کی استعانت انبیاء اور اولیاء نے بھی غیر اللہ سے کی ہے اور حقیقت میں یہ استعانتِ غیر سے نہیں بلکہ خود حق تعالیٰ سے ہی ہے۔"

(ف) یہ وہی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ ہیں جنہیں بارھویں صدی کا مجدد باتفاق الطرفین (دیوبندی و بریلوی) مان لیا گیا ہے اور طرفین کے استاد بھی ہیں بلکہ ہند و پاک ہر فرقہ کے استاد۔

لطیفہ :۔ مغلیہ دور میں ایک انگریز خطۂ ہند کی سیاحت کر کے واپس وطن پہنچا تو اس سے پوچھا گیا کہ ہندوستان میں کیا دیکھا؟

کہا دو عجوبے دیکھے۔

(۱) قبر (اجمیری) کی تمام ہندوستان پر شاہی کر رہی ہے

(۲) شاہ عبدالعزیز دہلوی جس کا ہندوستان میں کوئی ایسا عالم ہو ین نہیں جوان کا بلاواسطہ یا بالواسطہ شاگرد نہ ہو۔

(۳) مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی ایاک نستعین کے تحت اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں "اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذاتِ پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے، ہاں اگر مقبول بندے کو محض واسطہ رحمتِ الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانتِ ظاہری اس سے کی جائے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی استعانت ہے۔ یہ وہی محمود الحسن دیوبندی ہے جس پر تمام مذہب دیوبند کا دارومدار ہے اسی لیے اس کا لقب "شیخ الہند" ہے یہ علیحدہ بات ہے چنوڑ گڑھی اور اس کی پارٹی اسے ہیجڑہ دیوبندی کہہ کر ٹال دے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ آیت ھذا کی مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی "تفسیر اویسی" کی جلد اول مطبوعہ کا مطالعہ کریں۔

حیاۃ بعد المماۃ :۔

چنوڑ گڑھی کا تعارف مع عقائد گزشتہ صفحات پر تفصیلاً عرض کر دیا ہے اب اس کے دلائل ملاحظہ ہوں رسالہ "الحیاۃ" کے صفحہ ۷ سے ۲۰ تک احادیث مبارکہ کے ساتھ اپنے فاسد مزعومات کو پیش کیا احادیثِ مبارکہ سے جو استدلال فاسد کیا ہے ملاحظہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۰۹ :

عن جابر کنا نبیع سراریںا امہات اولادنا والنبی صلعم اہ حی الح

تھے ہم دیا کرتے اپنی ام ولونڈیوں کو حالانکہ نبی کریم زندہ تھے الخ

نتیجہ :-

حضرت جابر کی زبانی یہ بات ثابت ہوئی کہ جس وقت حضرت جابر یہ واقعہ ام ولد کے چھپنے کا پورے صحابہ کرام کا سنا رہے تھے اس وقت صحابہ کرام خود جابر نبی کریم کو حیاۃ میں یعنی زندہ نہیں سمجھ رہے اسی لیے فرماتے ہیں کہ اس دور کی بات کر رہا ہوں جب کہ آپ حیات نہیں تھے یعنی آپ کی وفات کے بعد کا یہ کام نہیں تاکہ یہ کہا جائے کہ موت کے بعد آپ کو کیا خبر کہ میرے صحابہ کیا کر رہے ہیں الخ ص ۱۸ اس طرح حدیث صفحہ ۱۰۹ سے صفحہ ۱۲۱ تک اس کے استدلال کا یہی حال ہے آخر میں ص ۲۰ پر جملہ اہلِ اسلام کو یہود و نصاریٰ کے خطاب سے نوازا اور نہ صرف اس رسالہ میں بار بار بلکہ اپنی دوسری تحریروں میں بھی مثلاً رسالہ اربعین احادیث صفحہ ۲۸ پر لکھا کہ۔
بعد از مرگ سماعِ موتی در اصل یہودیوں کی ایجاد ہے۔

او ظالم تو نے کیا ظلم ڈھایا :

اس بدبخت نے حضور علیہ السلام سے لے کر جملہ صحابہ کرام اور تمام اولیاء و آئمہ و مشائخ کو یہودی کہہ دیا (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مسلمانو! یہ روایات کہاں جائیں گی۔

ا۔ شبِ معراج رسول اللہ علیہ السلام نے جملہ انبیاء کرام سے ملاقات کی اور ان سے ہم کلام ہوئے۔

۲۔ صحابہ کرام بعدِ وصال رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے اور گفتگو سے بھی نوازے گئے۔

ا۔ علامہ ابن حجر و دیگر محدثین نے لکھا کہ صلعم لکھنا محروم لوگوں کا کام ہے، اور اس محروم (چھوٹو گڑھی) نے ہر جگہ صلعم لکھا ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا چاہیے۔

۳۔بے شمار اولیاء کرام ومشائخ وآئمہ عظام زؤیہ رسول ﷺ اور ہمکلامی سے نوازے گئے۔

صرف اور صرف اسی موضوع میں سینکڑوں احادیث صحیحہ موجود ہیں درجنوں تصانیف عربی میں اور سینکڑوں کتابیں اردو میں لکھی گئی ہیں۔

چتوڑ گڑھی کا علمی سرمایہ:

علامہ کہلوانے والے کا حال تو دیکھو کہ حضور علیہ السلام کی زمانہ نبوت کی زندگی اور بعدِ وصال کے احکام میں امتیاز نہ کر کے مطلب نکال لیا اس کی زبانی استدلال کا تیور ملاحظہ ہو۔

اسی لیے تو فراقِ نبوی میں زار زار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، (یعنی صحابہ کرام)

مگر لوگ ہیں کہ اب چودہ سو سال بعد بھی نبی کریم کو زندہ جسم مان کر بھی ایماندار ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں العیاذ باللہ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رمضان شریف کے روزے جو مجھ سے قضاء ہو جاتے تھے تو نبی کریم جب تک زندہ رہے ہیں میں ان روزوں کی قضا سوائے شعبان کے قطعاً نہیں ادا کر سکتی تھی یعنی آپ کی زندگی میں تو یہی رہا بعد میں یہ قید شعبان نہ رہی چونکہ آپ کی ضروریات زندگی ختم ہو گئیں یعنی آپ زندہ نہ رہے حیات ختم ہو گئی تو ضروریات بھی ختم ہو گئے خود سوچیے کہ تمام صحابہ کرام کو مغالطہ میں تصور کیا جائے تو ایمان کی خبر لینا پڑے گی۔ اور اگر صحابہ کرام آپ کو زندہ سمجھ کر پھر بھی مسئلہ آپ سے نہیں دریافت کرتے پھر بھی آپس میں اختلاف کر رہے ہیں پھر بھی دوسروں کو خلیفہ بنا رہے ہیں پھر بھی دوسروں کو ممبر نبوی پر کھڑا ہونے والے کو برداشت کر رہے ہیں۔

پھر بھی دوسروں کے ہاتھ میں امورِ مملکت دیئے جا رہے ہیں، نظام دین کی

باگ ڈور دوسروں کے ہاتھ میں آرہی ہے اور صحابہ کرام خاموش تماشائی آپ سے دریافت بھی نہیں کرتے آپ کی بات بھی نہیں سنتے بلکہ قبر سے باہر بھی نہیں نکالتے یا نکلنے نہیں دیتے، تو معاذ اللہ ایسوں کو صحابی رسول کس طرح کہا جاوے گا، معلوم ہوا صحابہ کرام ایسے کردار سے بالکل مبرا ہیں اگر تحریف یہود کا نمونہ اور الحاد و بے دینی کا چکر ہے تو پچھلے ناخلف نااہل رہبانوں احباروں میں ہے جو ایک طرف آپ کی موت کا بھی دبی زبان میں اقرار کرتے ہیں اور دوسری طرف یہود و نصاریٰ کی طرح اپنے پیغمبر کو اسی طرح جس طرح دنیا میں زندہ تھے قبر میں زندہ الآن کما کان مان کر یہ کہتے ہیں کہ وہیں قبر میں آپ نماز بھی پڑھ رہے ہیں اور نکل کر حج کر کے واپس قبر میں داخل ہو جاتے ہیں امور نبوۃ کے اداء کرنے سے قاصر اور عاری ہیں مگر امت کے سلام سننے کے عادی ہیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ

تبصرہ اویسی غفرلہ :۔

چھوڑ گڑھی کے حواس باختہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کو چدرہ سو سال لکھ رہا ہے حالانکہ بچے بھی جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کو چودہ سو سال بھی ابھی پورے نہیں ہوئے یتیم فی العلم نے چدرھویں صدی کو چدرہ سو سال بنا دیئے ہیں ہے۔

جب خدا عقل لیتا ہے تو حماقت آہی جاتی ہے۔

چھوڑ گڑھی کس کا مقلد ہے :

چھوڑ گڑھی سطحی طور پر دیگر بدمذاہب کی طرح مقصد نکالنے کا استاد ہے، اس کی طرح یہودیوں نے پہلے سے خدا تعالیٰ پر اعتراض اٹھایا کہ اللہ تعالیٰ مفلس و

کنگال ہے اسی لیے تو بندوں سے قرض مانگتا ہے جیسا کہ فرمایا "وَاَقْرِضُوا اللّٰہ (اور اللہ کو قرض دو) اور کافروں نے کہا اللہ کو نسیان کی بیماری ہے اسی لیے تو وہ بندوں کی کارگزاری لکھ لیتا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے "واللّٰہُ یَکْتُب مایُبیتون" اور اللہ لکھ لیتا ہے، وہ جو وہ رات کو گزارتے ہیں ظاہر ہے کہ لکھتا وہی ہے جسے بھول جانے کا خطرہ ہے جس کا حافظہ مضبوط ہوتا ہے اسے لکھنے کی ضرورت کیا وغیرہ وغیرہ۔
اس کی چند مثالیں آئندہ چل کر عرض کروں گا۔

تحقیق المسئلہ :

(۱) چتوڑ گڑھی اپنے اکابر کی طرح حضور علیہ السلام کو صرف اپنے جیسا بشر سمجھ کر استدلال کرتا ہے حالانکہ حضور سرورِ عالم ﷺ پر من حیث البشر احکام کا ترتّب نہیں بلکہ من حیث النبوۃ احکام مرتب ہوئے سچ فرمایا

کافراں دید ند احمد رابشر

ایں نمی دانند کان شق القمر

۲۔ چتوڑ گڑھی اور اس کے اکابر پر تاحال حقیقت نہیں کھلی کہ حضور نبی پاک ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری اور اس میں جلوہ فرمائی کی غرض وغایۃ کیا ہے قرآن مجید میں بار بار تنبیہ فرمائی ہے "یعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم" وہ انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے اور انہیں پاک ستھرا کرتے تھے۔

چتوڑ گڑھی اور اس کے اکابر تاحال بے خبر ہیں کہ انبیاء علیہ السلام بالخصوص نبی پاک ﷺ بہت سے امور تعلیم امتہ کے لیے کرتے ہیں انہیں جو عوارض لاحق ہوتے ہیں محض سکھلانے کے لیے ہوتے ہیں ان کے انہی ظواہر کو دیکھ کر اپنے اوپر قیاس کر کے فتویٰ جڑنا ابلیس کا کام ہے یا اس کے چیلے یا منافقین کا یا پھر اب اس کے

فرائض چھوڑ کر جھی سر انجام دے رہا ہے چند مثالیں سمجھ لیں،۔

ا۔ حضور علیہ السلام کے گھر پر کئی روز کھانا نہیں پکتا تھا پیٹ مبارک پر پتھر باندھے ہوئے ہیں وغیرہ وغیرہ اسے دیکھ کر کوئی پاگل کہہ دے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو (معاذ اللہ) مفلس و کنگال تھے اسی لیے تو یہود کے مقروض رہتے اور ان کے ہاں زر ہیں وغیرہ گروی رکھتے بظاہر تو قائل کی بات درست ہے لیکن علماء کرام نے فرمایا ایسا کہنے والا مرتد واجب القتل ہے کیونکہ اس نے ظاہری بشریت کو اپنے اوپر قیاس کیا حالانکہ آپ کی فقیری تعلیمِ امت کے لیے تھی ورنہ وہ تو تھے مالکِ ملکِ خدا چنانچہ فرمایا۔

لوشئت لصارت معی الجبال ذهباً (مشكوة)

ا۔ چاہوں تو میرے ساتھ پہاڑ سونا بن کر چلیں۔

۲۔ کئی بار کرتے مبارک کو خود سیتے دیکھے گئے حالانکہ گھر پر نو(۹) حرم مقدس ہر وقت موجود ویسے ہر صحابیہ و صحابی اس خدمت کو سر انجام کے لیے تیار تھا لیکن امت کی تعلیم کے پیش نظر کرتے مبارک وغیرہ کو خود پیوند لگائے۔

۳۔ جوتا مبارک ٹوٹا تو خود گانٹھ لیا مدینہ طیبہ میں موچی نہیں تھے یا آپ کے جوتے کو گانٹھنے کو وہ تیار نہ تھے۔

۴۔ سفر میں صحابہ کے ساتھ کاروبار میں ہاتھ بٹاتے اور لکڑیاں چنتے کیونکہ صرف تعلیم امت کے لیے۔

۵۔ شب معراج ایسے تیز براق پر سوار کہ جہاں تک نگاہ پہنچے وہاں تک براق کے قدم پہنچے لیکن دوسرے وقت ایک کمزور گھوڑے سے گر پڑے اور مہینہ تک علاج کے لیے مسجد نبوی کے حجرے میں آرام فرما رہے ہیں۔ (بخاری شریف)

۶۔ بشری طاقت کا وہ سماں کہ سو آدمیوں کی قوت مقابلہ نہ کرے لیکن رات

کو چارپائی کے نیچے پیالہ رکھوا دیا کہ کمزوری سے باہر جانے کے بجائے اسی میں پیشاب فرمائیں، کیونکہ صرف اس لیے کہ بوڑھوں کو سہارا ملے وغیرہ وغیرہ لیکن اس حقیقت کو وہ سمجھے جسے عشق رسول ﷺ کی دولت نصیب ہے جو روکھا خشک ملاں ہے اسے کیا خبر۔

۷۔ چونکہ گر ہمی اس جیسے اور فاتر العقل تاحال نہیں سمجھ سکے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے مختلف الاحوال پر علیحدہ علیحدہ احکام ہیں مثلاً اعلان نبوت سے چالیس سال کی زندگی میں کسی نے زیارت کی اگرچہ سابقہ کتب کے اصول کے مدنظر آپ کا کلمہ پڑھا تب بھی وہ صحابہ نہیں مومن موحد ہے ایسے ہی وصال کے بعد بیداری میں بہت سے خوش بختوں کو زیارت ہوئی لیکن وہ صحابی نہیں پھر اعلان نبوت میں مختلف ادوار کے مختلف احکام ہیں مثلاً مکی زندگی کے احکام اور مدنی زندگی کے اور وغیرہ وغیرہ،

۵۔ زندگی و وصال کے احکام کا بھی یہی حال ہے کہ آپ دنیا میں رہے وہ تبلیغ اسلام کا دور تھا الیوم اکملت لکم دینکم الخ کے بعد دنیا سے رخصت ہوئے اس کے احکام اور ان سب کو ایک لکڑی سے ہانکنا گمراہوں کا طریقہ ہے۔

۶۔ احکام وصال بھی مختلف اور بعد وصال بھی اسی طرح مثلاً وصال کے بعد کافی دیر تک قبر انور سے باہر تشریف رکھنا پھر جنازہ عام اہلِ اموات کی طرح نہیں بلکہ بغیر امام کے چار تکبیرات کے گروہ در گروہ باری باری ادا کرنا اور اللھم اغفر لحینا ومیتنا کے بجائے اپنی نجات کہ دعا مانگنا (تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ جنازہ خیر الانام اور صحابہ کرام۔"

ایسے جہاں وصال ہو وہیں مدفون ہونا، وصال کے بعد ازواجِ مطہرات کا کسی سے نکاح جائز نہ ہو، میراث کا تقسیم نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

۷۔ آپ کی حقیقت کے احکام اور ظاہری بشریت کے احکام اور مثلاً ایک جگہ

فرمایا "ماکان محمد لباحد من رجالکم "محمد ﷺ تمہارے کسی کے باپ نہیں" دوسری جگہ فرمایا "وازواجہ امہاتہم اور آپ کی ازدواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ اور آپ ان کے باپ جیسا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراۃ میں ہے "وھواب لہم" اور آپ ان کے باپ ہیں خلاصہ یہ ہے کہ چتوڑ گڑھی کی روایات کا استدلال کا حال وہی ہے جو مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر قرآن مجید میں ۳۲ سے زائد آیات موجود ہیں پھر چتوڑ گڑھی کی طرح وہی آیات پڑھتے چلے گئے جو عام آدمی کی موت کے متعلق ہیں اسی لیے قادیانی کو علماء کرام نے دیوانے کی بڑ کہا مرزا قادیانی کے استدلال اور چتوڑ گڑھی کے استدلات کو ملا کر دیکھو تو ثابت ہوگا۔ مل بیٹھے ہیں دیوانے دو"

چتوڑ گڑھی کی احادیث بیان کردہ تحقیقی جواب

چتوڑ گڑھی کی پیش کردہ احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام زندہ موجود تھے اب وہ نہیں ہیں لہذا موت کے بعد مر مٹ گئے فلہذا ہمارے ہاں نہیں اس کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

(۱) چتوڑ گڑھی کا عقیدہ اپنا من گھڑت ہے اور قرآن مجید کے خلاف اللہ تعالیٰ فرماتے ہے "واعلموا ان فیکم رسول اللہ" جان لو کہ اللہ کا رسول تمہارے میں موجود ہے۔

سوال : صحابہ کو خطاب ہے۔ (جواب) قرآن کا خطاب صرف صحابہ کو ہے تو پھر تمام احکام کی چھٹی کر دو "اقیموا الصلوۃ الخ کا خطاب بھی صرف صحابہ کو ہے اب ہم ہر نماز کسی دغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کا قرآن قیامت تک والوں کے لیے تو لازماً ماننا پڑے گا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے میں ہیں،

(۲) اللہ نے فرمایا "وما ارسلناک الا رحمۃ العلمین اور ہم نے آپ کو عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے" یہ حکم بھی رسالت کے ساتھ رحمت کا تا قیامت ہے کوئی اب

رسول علیہ السلام کو رسول تو مانتا ہے لیکن رحمت نہیں مانتا بے ایمان کافر ہے اگر حضور علیہ السلام کو موت کے بعد مر مٹنا مانتا ہے تو رحمت کا منکر ہے۔ اس کے علاوہ کافی آیات کا انکار لازم آتا ہے۔

(۳) چتوڑ گڑھی اس اسلامی قاعدہ سے جاہل ہے کہ عدم ذکر الشئی الاینافی وجودہ کسی آیت وحدیث اور مضمون میں ایک شے کا ذکر نہ ہو تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ سرے سے ہو بھی نہ یہ جاہلانہ خیال جاہلوں کو نصیب ہے مثلاً ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا رب السمٰوات والارض "اللہ آسمانوں و زمینوں کا رب ہے اس سے کب لازم آتا ہے کہ وہ عرش، کرسی، لوح و قلم و دیگر اشیاء کا رب نہیں، کوئی نہیں کہ دوسری آیات میں جو آیا ہے ہم اسے اسی لیے کل شی کا رب مانتے ہیں، یہی تو کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کے صرف انہی بیانات سے مذہب کی بنیاد کھڑی کرنا جہالت ہے تو جس طرح اللہ کو کل شے کا رب ماننا دوسری آیات سے ہے ایسے ہی صحابہ کرام کا عقیدہ حیاۃ النبی دوسری روایات سے ہے، ان روایات میں تو صحابہ کرام احکام دنیویہ کا ذکر فرما رہے ہیں جس کی مختصر تحقیق فقیر نے پہلے عرض کر دی ہے۔

(۴) چتوڑ گڑھی غریب علم سے اتنا یتیم ہے کہ اس کو تا حال معلوم نہ ہو سکا کہ آیات و احادیث و دیگر تصریحات سے مفہوم مخالف کا سہارا لینا ہمیشہ سے بد مذاہب کا کام رہا ہے، جیسا کہ اس غریب نے "وہ احادیث کہ جنہیں حضور سرور عالم ﷺ دنیوی زندگی مبارک کے احکام کے مرتب سے حیاۃ النبی کو انہی واقعات پر منحصر کر کے "مفہوم مخالف سے مطلب نکال لیا کہ جب تک حضور صحابہ کرام میں رہے تو زندہ تھے لیکن "کل نفس ذائقۃ الموت" کے قانون کے اجراء کے بعد بالکل مر مٹ گئے۔ (معاذ اللہ)

نوٹ: ناظرین چتوڑ گڑھی اس قاعدہ کو سامنے رکھ کر اب ہندو کی سنئے جس نے

سیتار تھ پرکاش کے چودھویں باب میں چند آیات لکھ کر ثابت کیا ہے کہ (معاذاللہ) اللہ لاعلم اور بے اختیار اور ایسا ہے توبہ۔۔ توبہ،۔۔۔۔ نمونہ عرض کردوں تاکہ معلوم ہوکہ چتوڑ گڑھی اور ہندو کے استدلال میں کتنا گہرا تعلق ہے۔

ستیار تھ پرکاش اور چتوڑ گڑھی

جن احادیث مبارکہ سے چتوڑ گڑھی نے استدلال کر کے نتیجہ نکالا ہے کوئی بے وقوف ہی اسے صحیح سمجھ سکتا ہے ورنہ احادیث مبارکہ سے جس طرح کا نتیجہ نکالا گیا ہے اسے اصل روایات کے مقاصد اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے عقائد و نظریات سے نہ صرف کوسوں دور بلکہ ظلمت و نور جیسا تضاد ہے، اور یہ طریقہ ہر گمراہ اور بے دین کو نصیب ہے طوالت کے خوف سے بچ کر ہندو کی ستیار تھ پرکاش کی چند مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو یقین ہو کہ چتوڑ گڑھی نے یہ طریقہ استدلال کہاں سے سیکھا ہے۔

(۱) روایت :۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا سجدہ کرو آدم کو پس سب نے سجدہ کیا پر شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا کیونکہ وہ بھی ایک کافر تھا، (منزل اول، سیپارہ اول سورۃ البقرہ آیت ۳۶)

(محقق) اس سے ثابت ہوا کہ خدا ہمہ دان نہیں یعنی ماضی، حال، استقبال کی باتیں پورے طور پر نہیں جانتا، اگر جانتا تو شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا اور خدا میں کچھ جلال بھی نہیں ہے کیونکہ شیطان نے خدا کا حکم ہی نہ مانا اور خدا اس کا کچھ بھی نہ کر سکا، اور دیکھئے ایک کافر شیطان نے خدا کے بھی چھکے چھڑا دیئے مسلمانوں کے خیال میں جہاں کروڑوں کافر ہیں، وہاں مسلمانوں کے خدا اور مسلمانوں کی کیا پیش چل سکتی ہے؟ کبھی کبھی خدا بھی کسی کی بیماری بڑھا دیتا ہے اور کسی کو گمراہ کر دیتا ہے خدا نے یہ باتیں شیطان

سے سیکھی ہوں گی، اور شیطان نے خدا سے، کیونکہ سوائے خدا کے شیطان کا استاد اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

تبصرہ اویسی :۔

محقق سے مراد ہندو مصنف ہے ناظرین غور فرمایئے کہ قرآنی آیت سے جس طرح کا مطلب ہندو نے نکالا ہے کیا مفہوم مخالف کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے لیکن ہم تم اسے کیوں نہیں مانتے صرف اس لیے کہ اللہ کی حکمتیں ہیں لیکن ہندو نہیں مانے گا ایسے ہی چتوڑ گڑھی کی پیش کردہ احادیث کا حال ہے کہ ہم کہیں گے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور نبی پاک ﷺ کی دنیوی زندگی کے حالات سنا رہے ہیں تاکہ آنے والا امتی سیرۃ رسول پر عمل کرے اور آپ کے حالات پر احکام کا ترتب کر سکے

ہندو کا ایک اور استدلال پڑھیے۔

(۲) اور کہا ہم نے اے آدم تو اور تیری جورو بہشت میں رہا کر کھاؤ تم با فراغت جہاں چاہو، اور مت نزدیک جاؤ اس درخت کے کہ گناہ گار ہو جاؤ گے، شیطان نے ان کو گمراہ کیا اور ان کو بہشت کے عیش سے کھو دیا تب ہم نے کہا کہ اترو، شیطان نے ان کو گمراہ کیا اور ان کو بہشت کے عیش سے کھو دیا تب ہم نے کہا کہ اترو، بعضے تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں اور تمہارا ٹھکانہ زمین پر ہے اور ایک وقت تک فائدہ ہے پس سیکھ لیں آدم نے پروردگار اپنے سے کچھ باتیں، بس وہ زمین پر آ گیا۔

(منزل اول، سیپارہ اول، سورۃ البقرہ آیت ۳۷، ۳۸۔۳۹۔)

محقق :

دیکھیے خدا کی کم علمی ابھی تو بہشت میں رہنے کی دعا دی اور ابھی کہا کہ نکلو اگر آئندہ کی باتوں کو جانتا ہوتا تو دعا ہی کیوں دیتا؟ اور معلوم ہوتا ہے کہ بھکانے والے

شیطان کو سزا دینے سے خدا قاصر بھی ہے، وہ درخت کس کے لیے پیدا کیا تھا؟ کیا اپنے لیے یا دوسروں کے لیے اگر دوسروں کے لیے تو کیوں آدم کو روکا؟ اس لیے ایسی باتیں نہ خدا کی اور نہ اس کی بنائی ہوئی کتاب کی ہو سکتی ہیں۔

آدم صاحب خدا سے کتنی باتیں سیکھ آئے تھے؟ اور جب زمین پر آدم صاحب آئے تب کس طرح سے آئے؟ کیا وہ بہشت پہاڑ پر ہے یا آسمان پر؟ اس سے کیونکر اترے آئے کیا پرند کے مانند اڑ کر یا پتھر کی طرح گر کر؟

یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب آدم صاحب خاک سے بنائے گئے تو ان کے بہشت میں بھی خاک ہو گی؟ اور جتنے وہاں فرشتے وغیرہ ہیں وہ بھی خاک ہی ہوں گے کیونکہ خاک کے جسم بغیر اعضاء نہیں بن سکتے اور خاکی جسم ہونے کی وجہ سے مرنا بھی ضرور لازم آئے گا، اگر وہاں موت ہوتی ہے تو وہاں سے (بعد موت) کہاں جاتے ہیں؟ اور اگر موت نہیں ہوتی تو ان کی پیدائش بھی نہیں ہونی چاہیے جب پیدائش ہے تو موت بھی ضروری ہے، ایسی صورت میں قرآن کا یہ لکھنا کہ میاں ہمیشہ بہشت میں رہتی ہیں۔ جھوٹا ہو جائے گا کیونکہ انہیں بھی مرنا ہوگا، جب یہ حالت ہے تو بہشت میں جانے والوں کی بھی موت ضرور ہو گی۔

(۳) اس دن سے ڈرو کہ جب کوئی روح کسی روح پر بھروسہ نہ رکھے گی، نہ اس کی سفارش قبول کی جاوے گی نہ اس سے بدلا لیا جاوے گا اور نہ وے مدد پاویں گے (منزل اول سیپارہ اول سورۃ البقرہ آیت ۴۸)

محقق:۔ کیا موجودہ دنوں میں نہ ڈریں؟ برائی کرنے سے ہمیشہ ڈرنا چاہیے جب سفارش نہ مانی جائے گی تو پھر یہ بات کہ پیغمبر کی شہادت یا سفارش سے خدا بہشت دے گا، کیونکر سچ ہو سکے گی؟ کیا خدا بہشت والوں ہی کا مددگار ہے دوزخ والوں کا نہیں اگر ایسا ہے تو خدا طرفدار ہے۔

(۴) ہم نے موسے کو کتاب اور معجزے دیئے ہم نے ان کو کہا کہ تم ذلیل بندر ہو جاؤ یہ ایک ڈر دکھایا جو ان کے سامنے اور پیچھے تھے ان کو اور ہدایت ایمان داروں کو (منزل اول سیپارہ اول سورۃ البقرہ آیت ۵۴، ۶۶)

محقق :

اگر موسے کو کتاب دی تھی تو قرآن کا ہونا فضول ہے یہ بات جو بائبل اور قرآن میں لکھی ہے کہ اس کو معجزے کرنے کی طاقت دی تھی قابل تسلیم نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوا تھا تو اب بھی ہوتا اگر اب نہیں ہوتا تو پہلے بھی نہیں ہوا تھا، جیسے خود غرض لوگ آج کل بھی جاہلوں کے درمیان عالم بن جاتے ہیں ویسے ہی اس زمانے میں بھی فریب کیا ہوگا کیونکہ خدا اور اس کی پرستش کرنے والے اب موجود ہیں تو بھی اس وقت خدا معجزے کرنے کی طاقت کیوں نہیں دیتا اور نہ وہ معجزے کر سکتے ہیں؟ اگر موسے کو کتاب دی تھی تو دوبارہ قرآن کے دینے کی کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ اگر بھلائی برائی کرنے، کا اپدیش سب جگہ یکساں ہے تو دوبارہ مختلف کتابوں کے بنانے سے پسے ہوئے کے پیسنے کی مثال عائد ہوتی ہے، کیا خدا اس کتاب میں جو کہ موسے کو دی تھی کچھ بھول گیا تھا؟ اگر خدا نے ذلیل بندر ہو جانا محض ڈرانے کے لیے کہا تو اس کا کہنا جھوٹا ہوا یا اس نے دھوکا دیا، جو ایسی باتیں کرتا ہے وہ خدا نہیں اور جس کتاب میں ایسی باتیں ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ ۱۴

(۵) اس طرح خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے کہ تم سمجھو (منزل اول، سیپارہ اول، سورۃ البقرہ آیت ۶۷)

محقق :۔ اگر مردوں کو خدا زندہ کرتا تھا تو اب کیوں نہیں کرتا؟ کیا وہ قیامت کی رات تک قبروں میں پڑے رہیں گے، کیا آج کل دورہ سپرد ہیں کیا اتنی ہی خدا کی نشانیاں

تک قبروں میں پڑے رہیں گے، کیا آج کل دورہ سپرد ہیں کیا اتنی ہی خدا کی نشانیاں ہیں، کیا زمین سورج چاند وغیرہ نشانیاں نہیں ہیں کیا کائنات میں گوناگوں مخلوقات سامنے نظر آتی ہے یہ کوئی کم نشانیاں ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ :۔

دیکھا ناظرین! ہندو نے کس طرح کے پینترے بدلے ہیں اور مفہوم مخالف والے قانون کے مطابق کس طرح اسلام کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ آیات قرآنی سے ہی کس طرح اللہ کی شان گھٹائی ہے کچھ یہی حال چتوڑ گڑھی کا ہے کہ وہ احادیث مبارکہ ایسے ہی آیات قرآنی سے مفہوم مخالف لے کر مخالفینِ اسلام کے طریقہ پر چل رہا ہے ورنہ حیاۃ الانبیاء پر بے شمار دلائلِ قاہرہ اور براہینِ باہرہ موجود ہیں چند نمونے کے طور پر حاضر ہیں۔

حیاۃ النبی ﷺ :۔

اگرچہ چتوڑ گڑھی عنوان عام اموات کا جمایا ہے لیکن ہاتھ دھو کر صاحبِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے پیچھے پڑا ہے، اسی لیے فقیر یہاں صرف صاحبِ نبوت شفیعِ امت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ سے بحث کرے گا۔
عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ ہمارا عقیدہ امام اہلسنت شاہ احمد رضا قدس سرہ بریلوی نے اشعار مع دلائل یوں بیان فرمایا۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات

مثلِ سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسمِ پرنور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی
روح ہے پاک ہے نورانی ہے
ان کی ازواج کو جائز ہے نکاح
اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حیِّ ابدی ان کو رضا
صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص حضور رحمتہ اللہ العالمین ﷺ حیاتِ حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں، اپنی نورانی قبروں میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں گوناگوں لذتیں حاصل کرتے ہیں، سنتے ہیں دیکھتے ہیں،، جانتے ہیں کلام فرماتے ہیں اور سلام کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں چلتے پھرتے لور آتے جاتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں تصرفات فرماتے ہیں اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں لور مستفیضین کو فیوض وبرکات پہنچاتے ہیں، اس عالمِ دنیا میں بھی ان کے ظہور کا مشاہدہ ہوتا ہے، آنکھوں والوں نے ان کے جمال جہاں آراء کی بارہا زیارت کی اور ان کے انوار سے مستنیر ہوئے۔

اکابرین دیوبند :

یہ لوگ فاضل بریلوی قدس سرہ سے دو قدم آگے ہیں۔ حیاۃ النبی ﷺ کے بارے میں یہاں صرف دو بڑے گواہوں کی عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

ا۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی متبانی دارالعلوم دیوبند نے کتاب "آبِ حیات" میں لکھا کہ۔ رسول کریم ﷺ قبر میں ہنوز زندہ ہیں اور مثلِ گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں ہیں"

۲۔ مولوی شبیر احمد عثمانی نے لکھا کہ نبی کریم ﷺ لحدِ انور میں حیات ہیں اور نماز بہ اذان و اقامت ادا فرماتے ہیں۔ (ف) اسی طرح جملہ فضلائے دیوبند عقیدہ رکھتے ہیں ان کی تصانیف گواہ ہیں بلکہ صرف اسی موضوع پر ان کی طرف سے سینکڑوں کتابیں ورسائل شائع ہوئی ہیں لیکن چتوڑ گڑھی انہیں بیچوے کہ کر ٹال دے تو اسے کون روک سکتا ہے۔

دلائل حیوۃ النبی ﷺ :

چونکہ رسالہ ھذا میں اختصار مطلوب ہے اسی لیے ایک دو آیات اور چند احادیث مبارکہ پر اکتفا کروں گا۔

آیت (ا) آیتِ شہداء ولا تقولوا لمن یقتل الخ اس بارہ میں نص قطعی ہے کیونکہ ہمارے نبی پاک ﷺ بھی شہادت کے درجہ سے سرشار ہیں علاوہ ازیں اصولِ قرآن کا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں ادنیٰ کے متعلق نص فرمائی وہاں اعلیٰ کا ذکر ترک فرمایا تاکہ بقاعدہ "الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ کنایہ صریح سے بلیغ تر ہے) مسئلہ زیادہ واضح اور موثر ہے اس قاعدہ پر آیت شہداء سے حیاۃ انبیاء واضح تر طریقہ سے ثابت ہوئی لیکن یہ اسے سمجھ آئے گا جو ضدی اور غبی نہ ہو کیونکہ قرآن اغنیاء کے لیے نہیں اترا۔

آیت (۲) وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوٓا انفسهم جاؤكَ فَاسْتَغْفَرُ واالله

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پ۵ ع ۸۔ ۵)

اور اگر انہوں نے جس وقت ظلم کیا ہے اپنی جانوں پر۔ آئیں وہ آپ کے پاس معافی طلب کریں اللہ تعالیٰ سے اور معافی طلب کریں ان کے لیے رسول اللہ ﷺ البتہ پائیں گے وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

قاعدہ :۔

قرآن مجید تمام بنی نوع انسان کے لیے قیامت تک ہے اس آیت میں تمام اہلِ دنیا کو حکم ہے کہ جب لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوں تو وہ آنحضرت ﷺ کے دربار میں حاضر ہوں، اور حضور ﷺ کے سامنے اپنے اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں اور پھر رسول اللہ ﷺ بھی ان کے گناہوں کے لیے معافی طلب کریں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف فرمائیں گے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ بذاتِ خود کسی امتی کی سفارش نہ فرمائیں اس وقت تک اس کے گناہ معاف نہیں ہو سکتے، اور سفارش وہی کر سکتا ہے جو زندہ ہوتا ہے جو مر جائے وہ کیا سفارش کرے گا۔

(ف) آیت سے معلوم ہو گیا کہ سید عالم ﷺ مدینے منورہ میں اپنی قبر میں زندہ ہیں اور ہر وہ امتی جو حضور کے دربار میں حاضر ہوتا ہے حضور ﷺ اس کو دیکھتے ہیں، اور پھر جب وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے تو حضور ﷺ بھی اللہ تعالیٰ سے اس کے گناہوں کی معافی طلب فرماتے ہیں جب حضور ﷺ معافی طلب فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ سب معاف فرما دیتا ہے۔

عقیدہ صحابہ و تابعین :۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ایک واقعہ گزرا جسے حضرت علی نے

بیان فرمایا کہ قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم بثلاثۃ ایام فرمی بنفسہ علی قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وحثا من ترابہ علی راسہ وقال یا رسول اللّٰہ قلت فسمعنا قولک ووعیت عن اللّٰہ سبحانہ وماو وعینا عنک وکان فیما انزل علیک ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما، وقد ظلمت وجئتک تستغفرلی فنودی من القبرانہ قد غفرلک

فرمایا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ آیا ہمارے پاس اعرابی اور رسول اللہ ﷺ کو دفن کیے تین دن ہو چکے تھے وہ شہنشاہ دوعالم ﷺ کی قبر مبارک سے لپٹ گیا اور حضور علیہ السلام کی قبر مبارک کی مٹی اٹھا اٹھا کر اپنے سر پر ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ فرمایا آپ نے اور سنا ہم نے کہنا آپ کا اور یاد کیا میں نے اللہ بلند سے، اور نہیں یاد کیا آپ سے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میرے بندے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوں تو آپ کے پاس آویں اور کہیں تحقیق میں نے ظلم کیا ہے اور میں حاضر ہوا آپ کے پاس آپ میرے لیے معافی طلب کریں، پس آواز دیا گیا او اعرابی! قبر سے تحقیق معافی کر دی گئی، تیرے لیے۔

(ف) یہ حدیث الحافظ ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان فی کتابہ صباح الظلام الحافظ ابا سعید السمعانی سے روایت کی ہے (فائدہ) یہ روایت حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ مع جسم پاک پر نص ہے اور قبر شریف میں جسم اطہر کے ساتھ حیات جسمانی حقیقی دنیوی کے طور پر کل اہلِ سنت و جماعت کا اتفاق ہے۔

(۲) شیخ علی سمہودی مدنی نے اپنی کتاب خلاصۃ الوفاء میں اپنے اصحاب سے حکایت نقل کی ہے عتبی سے انہوں نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کے مزار اقدس

کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے السلام علیک یارسول اللہ کہا اور کہا میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولم انتھم اذا ظلمو النخ نیز میں اپنے گناہوں کے بخشوانے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں آپ کی سفارش کرانے آیا ہوں، اور پھر یہ شعر پڑھے۔

یا خیر من دفنت فی القاع اعظمہ
قد طاب من طیبھن القاع والا کم

"اے مجسمۂ خیر آپ کا وجود پاک جو اس سرزمین میں مدفون ہے، اس کی خوشبو سے ٹیلے اور میدان معطر ہو گئے ہیں!"

نفسی الفداء لقبرانت ساکنہ
فیہ العفاف فیہ والجود والکرم

"اس قبر شریف پر میری جان قربان ہو جس میں آپ جلوہ افروز ہیں، اور جس میں عفت، بخشش اور عطا ہے"

یہ اشعار پڑھنے کے بعد وہ چلا گیا اور مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا میں خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا آپ نے فرمایا اے عتبی !اس اعرابی کو خوشخبری سنا کہ اللہ تعالیٰ اس کی تلاش میں نکلا، تو نہ ملا اہلِ اسلام نے ہر دور (صحابہ تا حال) بیان کیں

عوف حد ثنا المقری فاحیوۃ عن لبی صخر حمید بن زیاد عن یزید بن عبداللّٰہ بن قسط عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال من احد یسلم علے الارد اللّٰہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام (رواہ ابوداؤد ص ۱۸۶ جلد ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "نہیں کوئی جو سلام بھیجتا ہے مجھ پر مگر پھیر دیتا ہے اللہ میری روح کو مجھ پر یہاں تک کہ میں اس کو سلام کا جواب دیتا ہوں، (ابوداؤد ص ۱۸۶ جلد ۱)

لله (ف) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ زندہ ہیں اس لیے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں حضور کی امت کے افراد حضور پر سلام بھیجتے ہیں اور حضور ہر ایک کو جواب دیتے ہیں۔

(۴) عن ابی الدرداء فنبی اللّٰہ حیٌّ یرزق (ابو دائود، ص ۱۵۷ جلد ۱)

حضرت ابو درداء نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ کا نبی زندہ ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے۔

(ف) امام المحدثین حضرت علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں،

ثمّہ رایت ابنِ العربی صرّح بما ذکر ناہ من انہ لا یمتنع رؤیۃ ذات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بروحہ وجسدہ لانہ احیاء ردت الیھم ارواحھم و اذن لھم فی الخروج من قبورِ ھمْ والتّصرّفِ فی الملکوتِ العلوی والسفلی ولا مانع من ان یراہ کثیرون فی وقتٍ واحد (فتاوی حدیثیہ ص ۱۲۳)

یعنی پھر میں نے حضرت شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اس کی تصریح فرمائی کہ نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ وجسد شریف کے ساتھ دیکھنا ناممکن نہیں ہے، اس لیے کہ آپ اور تمام انبیاء و علیھم السلام زندہ ہیں ان کی طرف روحیں بعد قبض واپس فرمادی گئی ہیں اور ان کو اپنی قبروں سے نکلنے اور ملکوت علوی و سفلی میں تصرف فرمانے کا اذن دیا گیا اور اس سے کوئی مانع نہیں کہ ان کو بہت سے لوگ ایک وقت میں دیکھیں، اس سے حضرات انبیاء علیھم السلام کی حیات بھی ثابت ہوئی۔

شیخ احمد مالکی اپنی تقریظ میں فرماتے ہیں جو المہند میں چھپی ہے۔

اما قدوم روحہ علیہ الصلوۃ والسلام فی بعض الاحیان بعض الخواص امر غیر متبعد و معتقد ھذا القدر لا

يعد مخطئاً لكونه أملٰ فهو صلى الله عليه وسلم حتى فى قبره الشريف يتصرف فى الكون باذن الله كيف يشاء،پس کبھی خواص میں سے کسی بزرگ کے لیے خاص وقت میں جناب رسول اللہ کی روح پر فتوح کے تشریف لانے سے کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا برسر غلطی نہ سمجھا جائے گا کیونکہ حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون (جہاں) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں المھند مطبوعہ عزیز المطابع میرٹھ ص ۶۲ اور اس طرح تفسیر مظہری میں اولیاء کرام کے بارے میں ولا تقولو لمن یقتل الایہ کے ذیل میں لکھا ہے۔

والحق عدم اختصاص الحيوة باشهداء بل حيوة الانبياء اقوىٰ من الشهدىٰ حتى لا يجوز النكاح بازواج النبى ﷺ بعد وفاته و الصديقون ايضاً علےٰ درجتهم واله مالحون اے اولياء محلقون بهم كما يدل عليه الترتيب فى قوله تعالىٰ فاولئك مَعَ الذَين انعم الله عليهم من النبين والصديقين والشهداء والصالحين یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر انعام ہوئے ہیں وہ انبیاء ہیں صدیقین اور شہداء ہیں اور صالحین ہیں تو اس سے نبی علیہ السلام کے امتی کا حیات ثابت ہو گیا تو نبی علیہ السلام تو تمام انبیاء علیہ السلام کے سردار ہیں اس کا حیات بطریق اولیٰ ثابت ہوا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف میں فرمایا

"وحیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را در وے خلاف نیست۔ حیات جسمانی حقیقی دنیوی نہ حیات روحانی معنوی چنانچہ شہداء راست انتہی کہ زندہ ہیں انبیاء قبروں میں، یہ مسئلہ متفقہ علیہ ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی

دنیا کی سی ہے نہ حیات معنوی روحانی جیسے شہداء کو۔

(٦) حدثنا احمد صالح قرات علیٰ عبداللّٰہ بن نافع اخبر نی ابن ابی ذئب عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تجعلوا بیوتکم قبور اولا تجعلوا قبری عیداً وصلوا علے فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم (ابوداؤد جلد ١ ص ٢٦٨)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا شہنشاہ دوعالم ﷺ نے کہ نہ بناؤ اپنے گھروں کو قبریں اور تم نہ بنانا میری قبر کو عید اور درود بھیجو مجھ پر۔ تمہارا درود پہنچتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔

یہاں سے صاف ظاہر ہوا کہ حضور ﷺ کا کوئی امتی حضور پر مشرق سے سلام بھیجے یا مغرب سے شمال سے یا جنوب سے حضور ﷺ کو پہنچتا ہے اور خود جواب بھی دیتے ہیں پہلے جو فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بنانا اس سے یہ مقصد ہے کہ گھروں میں نمازیں بھی پڑھا کرو کبھی کبھی گھر میں نماز پڑھنا باعث برکت ہے، جن گھروں میں نماز نہ پڑھی جائے حضور ﷺ نے ان گھروں کو قبروں سے موسوم کیا ہے اور، دوسرا ارشاد کہ میری قبر کو عید نہ بنانا اس سے یہ مقصد کہ میری قبر پر کبھی کبھی نہ آنا، بلکہ جلدی جلدی آنا جیسا کہ سال میں تم صرف دو مرتبہ عید مناتے ہو، اس طرح سال میں دو مرتبہ ہی حاضری پر اکتفا نہ کر لینا دوسرا یہ کہ جس طرح اب تم میرے وقار کو قائم رکھتے ہو، کیونکہ میں قبر میں زندہ ہوں گا اسی طرح میری قبر پر بھی وقار کو قائم کرنا اور اسی طرح تمہیں دیکھوں گا جس طرح اب دیکھتا ہوں۔

٧۔ قال اخبرنا ابن المارك اخبرنا رجل من الانصار عن المنهال بن عمرو انه سمع سعيد بن المسيب يقول ليس من يوم الايعرض فيه على النبى صلى الله عليه وسلم امته غدوة وعشية فيصر فهم باسرئهم واعمالهم من ذالک فکذلک يشيذ عليهم

حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ کوئی دن نہیں گزرتا مگر شہنشاہ دو عالم کے سامنے آپ کی تمام امت ہوتی ہے اور آپ ہر امتی کو اس کے نام سے اور اس کے اعمال کو جانتے ہیں۔ (تفسیر ابنِ کثیر جلد اول ص ۴۹۹)

ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں اوس بن اوس سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ یقیناً تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے پس مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جب کہ آپ مٹی میں ہوں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہ حَرم علی الارضِ اَنْ تاکل اجساد الانبیاء

یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے اجسام کا کھانا حرام کر دیا ہے۔

نوٹ :۔ صرف چند روایات عرض کر دی ہیں تا کہ ناظرین کو یقین ہو کہ حیاۃ الانبیاء کے لیے احادیثِ صریحہ موجود ہونے کے باوجود چتوڑ گڑھی کا اپنے طور دوسری احادیث سے دلیل پکڑنا جہالت اور گمراہی ہے۔

باب الفتاویٰ :

ہم سمجھتے تھے کہ چتوڑ گڑھی خان صرف بقول شجاع آبادی جاہل واعظ ہی ہے رسالہ ھذا سے پتا چلا ہے کہ خیر سے آپ مفتی بھی ہیں لیکن مفتی از افتاء نہیں بلکہ مفتی زر مفت چنانچہ اس کے فتاویٰ کی جھلکیاں ملاحظہ ہوں باب الفتاویٰ ص ۲۱ سے ۲۶ تک پھیلا ہوا ہے، حکیم مانانوالہ کے سوالوں کے جوابات :۔

(۱)۔ مردے قطعاً نہیں سن سکتے قرآن وسنت کے نصوص قاطعہ اس پر شاہد اور دلیل ہیں۔

(۲) انبیاء علیہم السلام انِ حسی ارضی قبروں میں قطعاً زندہ نہیں ہیں بلکہ برزخی زندگی کے ساتھ درجہ بدرجہ بہشت بریں میں زندہ ہیں، اگر انہیں دنیاوی

قبروں میں زندہ مانا جائے تو بداہت و عقل کے بھی خلاف ہیں اور قرآن و سنت کی نص کے بھی خلاف ہیں اور امر واقعہ کے بھی خلاف ہیں پھر تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دنیا میں نبی علیہ السلام زندہ بھی ہیں اور دنیا میں فرائض نبوۃ تبلیغ صوم وصلوۃ علی روس الاشہاد جہاد وغیرہ عمداً ادا نہیں کرتے اور ایسا عقیدہ رکھنا بجائے خود ایک انسان کو دائرہ اسلام سے نکال باہر کرتا ہے، چہ جائیکہ ایک پیغمبر کریم کو زیر زمین زندہ الان کما کان مان کر بھی ان سے زندوں والا معاملہ خود امت نہ کرے۔

(۳) اللہ کریم کے دربار میں دعاء کرتے وقت کسی ذات کو وسطہ پیش کرنا یہ شرک فی الدعاء ہے اس سے بچنا چاہیے البتہ اعمال صالحہ کو یا نبی کریم کی خاص محبۃ کو جو بجائے خود ایک عمل ہے دعاء میں بطور وسیلہ پیش کیا جاسکتا ہے۔

(۴) مسعود الدین عثمانی آف کراچی اور اس کی جماعت ایک گمراہوں کی جماعت ہے اصول اسلامی کی پامالی کرنے والی جماعت ہے مسلمانوں کی تکفیر عام کرنے والی جماعت ہے اسلامی قواعد اور قرآنی ضوابط کو توڑنے والی ایک سوچی سمجھی چال کی پاداش میں چلنے والی جماعت ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔

(۵) تمام جن وانس کے اعمال صرف اور صرف دربار الہی میں پیش ہوتے ہیں شرک نواز تیمیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے اعمال نبی کریم پر پیش کیے جاتے ہیں اور کفر نواز روافض کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے اعمال آئمہ کرام پر پیش کیے جاتے ہیں اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ صرف اللہ کے حضور ہر کسی کا ہر عقیدہ و عمل پیش کیا جاتا ہے۔

(۶) قرآن مقدس کی نص قطعی ہے کہ موت کے بعد قیامت سے پہلے ارواح دنیا میں نہیں آسکتی موت کے وقت صرف جاتی ہیں پھر قیامت سے پہلے آہی نہیں سکتیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ :۔

سبحان اللہ کیا کہنا مفتی صاحب کا کمال ہے کہ ایسے فتاویٰ صادر فرمائے کہ جن پر گمراہی عش عش کر رہی ہے ان فتاویٰ کو کوئی بے وقوف ہی فتاویٰ سمجھے گا ورنہ یہ دیوانے کی بڑ سے بڑھ کر اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اسی لیے فقیر نے فتاوی کی پوری عبارت لکھ دی ہے تاکہ اہلِ فہم خود جان جائیں صاحبِ فتاویٰ بس جو سُنٹ ہی ہے غور فرمایئے کہ سوال کے جواب میں صرف ہمچو ما دیگرے نیست دعویٰ کے سوا اور کچھ نہیں نہ اس جواب کے بعد نہ قرآن نہ حدیث نہ کسی فقیہ و مفتی کی تصریح چتوڑ گڑھی کی ہر بات وہی مانے گا جو قادیانی امتی کی مجلس ہے فقیر اس کے ہر مضمون کی تردید میں احادیث مبارکہ اکابر اسلام کے اقوال لکھ دے گا اختصار مد نظر نہ ہوتا تو بفضلہ تعالیٰ فقیر ہر جواب پر درجنوں بلکہ سینکڑوں تصریحات لکھتا۔

جواب (۱) حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں کوئی شخص جو اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور اس کی قبر پر بیٹھے مگر وہ مردہ خوشحال ہوتا ہے اور اُنس کرتا ہے سلام کا جواب دیتا ہے، جب تک کہ زیارت کرنے والا اٹھ کر اس سے جدا ہو، اور ابنِ عبدالبر نے کتاب استذکار اور تمہید میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں کوئی شخص کہ اپنے مومن بھائی کی قبر پر گزرے جس کو دنیا میں پہچانتا ہو اور اس کو سلام کہے مگر مردہ اس کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے (اس حدیث کی ابو محمد عبدالحق نے تصحیح کی ہے) اور ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور باسناد متصل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب کوئی مرد اس شخص کی قبر پر گزرے جس کو دنیا میں پہچانتا ہو اور سلام کہے مردہ سلام کا جواب دیتا ہے اور اس

کو پہچانتا ہے، اور جو ایسے شخص کی قبر پر گزرے جس کو دنیا میں نہ پہچانا ہو مردہ سلام کا جواب دیتا ہے۔

(۲) روایت کی ابن ابی الدنیا نے محمد بن واسع سے فرمایا مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ بلاشبہ جمعہ کے دن اور جمعہ سے ایک دن پہلے ایک دن بعد مردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں، اور روایت کی ہے ضحاک سے کہ فرمایا جو شخص شنبہ کے دن آفتاب نکلنے سے پہلے کسی قبر کی زیارت کرے مردہ اس سے خبردار ہوتا ہے لوگوں نے ضحاک سے پوچھا اس کا سبب کیا ہے فرمایا جمعہ کے دن قرب واتصال زیادہ ہوتا ہے۔ (الحاوی الفتاوی)

(۳) بلکہ امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اہلسنت کا مذہب بتاتے ہیں کہ

بلاشبہ مردے زندوں کے حالات جانتے ہیں اس لیے کہ امام احمد بن حنبل نے متصل اسناد کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارے اعمال تمہارے اقربا مردہ اور عزیزوں متوفی کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اگر اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور جو برے ہوں تو خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تم مرنے سے پہلے سیدھے راستہ پر آجاؤ، اور ہدایت حاصل کرو جیسے ہم نے ہدایت پائی تھی۔

(۴) ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث لائے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بے شک تمہارے اعمال تمہارے عزیزوں اور اقربا کے سامنے ان کی قبروں میں پیش کیے جاتے ہیں اگر اچھے ہوں وہ بشارت پاتے ہیں خوش ہوتے ہیں اور جو برے ہوں کہتے ہیں یا اللہ ان کو عبادت کی توفیق عطا فرما (الحاوی وشرح الصدور و مختصر تذکرہ کتاب الروح لابن القیم)

جواب ۲: حیاۃ النبی ایسے ہی جملہ انبیاء علیہم السلام کا انکار۔ ایسے ہے جیسے چمگاڈر کو سورج کا انکار۔ فقیر مختصراً عرض کر چکا ہے کہ (۱) حضور سرور عالم نورِ مجسم ﷺ کے ارشاد کے مطابق زمین انبیاء کے جسم کو نہیں کھا سکتی۔ اس کلیہ کو چھوڑ کر حی اور غیر

مقلد وہابی یہاں تک کہ نجدی بھی مانتے، اس کے ساتھ دوسری مادہ کہ انبیاء و علیہم السلام کی ارواح مقدسہ موت کے بعد انکے اجسام مبارکہ میں لوٹا دی جاتی ہے پھر عقیدہ وہی صحیح ثابت ہوتا ہے جو اہلسنت کا ہے جیسا کہ،

(۲) خود حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا نبی زندہ رہتا ہے، رزق دیا جاتا ہے۔

(۳) شبِ معراج میں حضور ﷺ کی ملاقات تمام انبیائے کرام سے ہوئی تھی حضور ﷺ نے ان کی امامت بھی فرمائی تھی یہ نمازی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی بھی تھے اور صرف آسمانوں پر نہیں بلکہ بیت المقدس (زمین) پر تھے۔

(۵) ہزاروں واقعات ہر صدی میں شاہد ہیں اور اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم ﷺ کے مزار پر حاضر ہوئے اور بیداری میں اور کھلم کھلا حضور نبی پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور سلام کا نقد جواب پایا، تاریخ کی مقبول کتب میں متواتر یہ بیان مشہور ہے کہ اہلسنت کے مشہور و معروف بزرگ سید احمد رفاعی ۵۵۵ھ میں جب روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے اپنا دستِ مبارک باہر نکال کر ان سے مصافحہ کیا۔

لطیفہ :۔ چتوڑ گڑھی بات بات پر اہلِ اسلام کو کافر و مشرک کا فتویٰ جڑ رہا ہے لیکن غریب کو شعور تک نہیں ہوتا کہ وہ حیاۃ النبی ﷺ کا انکار کر کے اپنے منہ خود کافر ہو رہا ہے کیونکہ۔

اگر کوئی مسلمان قرآن شریف کی ایک آیت نہ مانے کافر ہے اور شہداء کے لیے اللہ تعالیٰ نے نص فرمائی ہے اب شہید کو زندہ نہ ماننا کفر ہے حالانکہ وہ شہادت سے پہلے کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اگرچہ ہم اس شہید کو اپنے ہاتھوں سے۔ فنا دیں تو بھی وہ زندہ ہیں،۔ اگرچہ چتوڑ گڑھی جیسے ضد کے مارے نہیں مانتے لیکن قدرت نے ہر صدی میں اس قسم کے مشاہدات بار بار کرائے اور کراتی رہے گی۔ ہمارے دور میں بھی

ہزاروں اس قسم کے مشاہدے ہو رہے ہیں، ایک مشاہدہ ملاحظہ ہوں۔

ستر سال بعد تر و تازہ لاش :۔

یہ لاش کسی نبی یا ولی اللہ کی نہیں بلکہ ایک اللہ کی نیک بندی کی ہے۔
چنانچہ لکھا ہے کہ نئی دہلی ۲۵ فروری (ریڈیو رپورٹ) آندھرا پردیش کے ضلع محبوب نگر میں دریائے تنگھبدر پر ایک بند کی تعمیر کے سلسلے میں کھدائی کا آغاز ہونے پر جب مزدور کھدائی میں مصروف تھے تو ملبہ ہٹانے کے دوران انہیں سرخ کپڑے میں لپٹی ہوئی ایک میت نظر آئی۔ مزدوروں نے گاؤں والوں سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ ایک انتہائی نیک دل خاتون کی قبر ہے جسے ستر اسی سال قبل دفن کیا گیا تھا اور اسے سرخ کفن اس لیے پہنایا گیا تھا کہ اس کا انتقال اس وقت ہوا تھا جب وہ دلہن بنی بیٹھی تھی، دلہن علاقہ کے ایک مشہور مذہبی بزرگ کی اکلوتی لڑکی تھی، اس لیے اس کی داستان علاقہ کے عوام کی زبان پر تھی، حکام نے کسی اور جگہ دفن کرنے کے لیے جب میت کو قبر سے نکالا تو وہ اس طرح تر و تازہ تھی جیسے اسے دو دن قبل دفن کیا گیا ہو مزدوروں نے یہ کہتے ہوئے کہ یہ قدیم بزرگ کا قبرستان ہے اس کی بے حرمتی کر کے ہم اپنے لیے مصیبت مول لینا نہیں چاہتے، کام چھوڑ دیا ہے۔ (روزنامہ مشرق لاہور ۲۶۔۲۔۷۹)

(ف) ہم نے دیگر ممالک کے مشاہدات کو چھوڑ کر ہندوستان کا ایک مشاہدہ اس لیے لکھا ہے کہ چنوڑ گڑھی اور اس کے آقاؤں کو یہاں سے تسکین نصیب ہوتی ہے، اسی لیے صد سالہ جشن پاکستان کے بجائے ہندوستان مناتے ہیں۔

فقیر نے اختصار کے باوجود اس جواب کو بھی طویل کر دیا، کیا کروں مجبور ہوں۔

جواب :۔ (۳) بارگاہِ حق میں کسی ذات (نبی علیہ السلام اور اولیاء) کا وسیلہ پیش کرنا خود نبی پاک اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور جملہ اہلِ حق سے از آدم تا ایندم ثابت ہے لیکن اس

ظالم کو کون سمجھائے جو "میں نہیں مانتا" کی بیماری میں مبتلا ہو اس کا علاج کون کرے۔

وسیلہ محبوبانِ خدا کا ثبوت :

اختصار کے پیش نظر چند روایات ملاحظہ ہوں،

ا۔ حدیث سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بخاری شریف میں ہے اور وسیلہ کے بارے میں اس کا انکار باوجود کثرتِ مذاہب کے کسی نے انکار نہیں کیا یہ چتوڑ گڑھی کا جگر گردہ ہے کہ ہانگ دہل انکار کرکے بلا تامل جہنم میں چھلانگ لگادی حدیث ملاحظہ ہو جس میں ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کی، دلائل النبوۃ ۲۹۶ میں ہے۔

عن انس ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خرج لیشقی و خرج بالعباس معہ لیستسقی بہ ویقول اللھم کنااذا قحطنا علیٰ عھدنبینا توسلنا وانا نتوسل الیک بعم نبیک فاستقا فسقوا (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارش طلب کرنے کے لیے مدینہ شریف سے باہر نکلے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیا اور دعاء کی کہ اے اللہ جب ہم قحط میں مبتلا ہوتے تو تیرے نبی علیہ السلام ہمارے وسیلہ ہوتے اب ہم تیرے نبی علیہ السلام کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔

(۲) اسی طرح عینی شرح بخاری میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بارگاہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنانے کا بیان ہے (ف) قطع نظر اس کے کہ وسیلہ زندہ سے ہو یا بعد وصال یہ بحث طویل ہے ہم نے شرح الوسیلہ کتاب میں عرض کر دیا ہے لیکن صحیح حدیث ھذا سے چتوڑ گڑھی کے دھوکہ اور فریب کی قلعی تو کھل گئی کہ کتنا بیباکی سے لکھ دیا کہ کسی ذات کو وسیلہ پیش کرنا یہ شرک فی الدعاء ہے

ظالم چتوڑ گڑھی کے تیر کا نشانہ نہ صرف سیدنا عمر و سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر جملہ صحابہ اور تمام اولیاء کرام ہیں بلکہ خود امام الانبیاء ﷺ بھی اس فتوئی کی زد میں آتے ہیں۔

(۳) حضور نبی پاک ﷺ نے نابیناء کو حکم دیا کہ نماز پڑھنے کے بعد یوں دعا مانگے۔

ترجمہ: الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں، بوسیلہ حضرت محمد ﷺ جو نبی الرحمتہ ہیں یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے وسیلے سے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں، تاکہ میری حاجت روائی ہو، الٰہی انہیں میرا شفیع بنا اور ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

(ف) اس حدیث کو امام ترمذی نے صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بر شرط بخاری و مسلم صحیح کہا) یعنی یہ حدیث صحیح و مستند ہے۔

اپیل اویسی غفرلہ :۔

فقیر اویسی غفرلہ اہلِ اسلام سے عموماً اور چتوڑ گڑھی کو اسلام کے دائرہ میں سمجھ کر اسکی باتیں ماننے والوں سے خصوصاً اپیل کرتا ہے کہ ایسے بے لگام مفتیوں نے پہلے بھی دین و اسلام کا بہت کافی نقصان پہنچایا ہے بہتر ہے ایسے مفتی بے لگام کو ابھی سے لگام دی جائے ورنہ خود تو ڈوبا ہے خدا کرے اور مسلمان اس کی باتوں میں آکر اپنے ایمان کا بیڑا نہ غرق کریں۔

جواب ۴ :۔ اس عنوان "مسعود الدین آف کراچی کی خوب گت بنائی ہے، ناظرین کو ممکن ہے معلوم نہ ہو کہ یہ صاحب ہیں کون ؟ تو فقیر اویسی غفرلہ عرض کردے کہ یہ صاحب چتوڑ گڑھی کا بڑا بھائی ہے وہ بھی توحید ابلیسی کا علمدار ہے بلکہ چتوڑ گڑھی سے دو قدم آگے اس کی تصانیف شاہد عدل ہیں۔ اس کے کتابچہ سے اقتباسات پیش کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ (ڈاکٹر) مسعود الدین آف کراچی چتوڑ گڑھی کا بڑا بھائی

ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی امیہ کے زمانے میں رویا کرتے تھے کہ عہدِ اول کا دین باقی نہیں رہا، اگر وہ ہمارے اس زمانے کو دیکھتے تو کیا کہتے ؟ کیا وہ ہمیں "مشرک" قرار نہ دیتے اور ہم انہیں کوئی برا نام نہ دیتے کیونکہ اس وقت اور اِس وقت کے اسلام میں اب اگر کوئی مشترک چیز باقی رہ گئی ہے تو صرف لفظِ اسلام ہی یا چند ظاہری و رسمی عبادتیں مگر وہ بھی بدعت کی آمیزش سے پاک نہیں کتاب اللہ جیسی آسمان سے اتری تھی اب تک بے غلِ وغِش قائم ہے۔ سُنتِ رسول اللہ بھی مدون و محفوظ مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہے مگر کتنی بڑی بد نصیبی ہے کہ دونوں مہجور و متروک ہیں طاقوں اور الماریوں کی زینت ہیں، یا گنڈوں، تعویذوں میں مستعمل ہیں، مسلمان اپنی عملی زندگی میں ان سے بالکل آزاد ہیں، اور باوجود ادعائے اتباع ان سے مخالف چل رہے ہیں اجمیر کا عرس دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی مسلمان ہیں جو عامل قرآن اور علمبردار توحید تھے ؟ اودھ کے ایک ہندو رہنما نے اجمیر کی کیفیت دیکھ کر کہا تھا۔

"اب تک مجھے شک تھا کہ ہندو مسلمانوں میں اتحاد ہو سکتا ہے مگر آج یقین ہو گیا کیونکہ ہمارے اور مسلمانوں کے مذہب میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف ناموں کا ہے حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے" اور یہ اس نے سچ کہا کیونکہ اس وقت ہندوؤں اور مسلمانوں کے شرک میں اگر فرق ہے تو ناموں اور طریقوں ہی کا ہے ورنہ حقیقت تقریباً ایک ہے ہندو بتوں کے سامنے جھکتے ہیں تو مسلمان قبروں کے سامنے، ہندو رام و کرشن کی پرستش کرتے ہیں تو مسلمان جیلانی و اجمیری کی، یہ کہنا کہ ہم پرستش نہیں کرتے انہیں خدا نہیں سمجھتے، محض بے معنی ہے کیونکہ ہندو بھی بجز اللہ واحد کے کسی کی بھی خدا سمجھ کر پرستش نہیں کرتے اور نہ مشرکین عرب کرتے تھے جیسا کہ اس کتاب میں مفصل مذکور ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ تم اپنی پرستش کو پرستش و عبادت نہیں کہتے

کچھ اور نام دیتے ہو مگر ناموں کے اختلافات سے حقیقت تو بدل نہیں سکتی۔

حساس آدمی کے لیے مسلمان مشرکوں کے حالات و خیالات معلوم کرنا ایک ناقابلِ برداشت مصیبت ہے اس فرقہ میں عقل و نقل دونوں کا کال ہے، ایک طرف تسلیم کرتے ہیں کہ خدا علام الغیوب ہے، سمیع و بصیر ہے، آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرہ بھی اس سے اوجھل نہیں اور نہ بغیر اس کی مرضی کے حرکت کر سکتا ہے وہ ہم سے دور نہیں، نزدیک ہے: اور اتنا نزدیک کہ اس سے زیادہ نزدیکی ممکن نہیں، پھر وہ رحمٰن و رحیم ہے، غفور و غفار ہے، سخی ہے، بے حساب دیتا ہے، جبار بادشاہ نہیں کہ کسی کو اپنے در پر آنے نہ دے، ہر وقت اس کا دروازہ کھلا ہے، ہر وقت اس کا ہاتھ پھیلا ہے، ہر وقت اس کا لنگر جاری ہے، یہ سب اور اس سے زیادہ مانتے ہیں "مگر۔۔۔۔ مگر" کے آگے عقل و دانش کی موت ہے، انسانیت اور انسانی شرافت کا ماتم ہے، مگر کے بعد یہ ہے کہ قبروں کے سامنے جھکنا ضروری ہے! مُردوں سے منتیں ماننا لازمی ہے، سفارش و شفاعت کے بغیر اس دربار میں رسائی ناممکن ہے یہ قبر غوث اعظم کی ہے جو مر جانے کے بعد بھی "غوث" ہیں اور ملک الموت سے قبض کی ہوئی روحوں کا تھیلا چھین سکتے ہیں' یہ محبوبِ سبحانی" ہیں "عاشقِ جاں نثار" کو ضد کر کے مجبور کر دیتے ہیں' یہ" غریب نواز" ہیں اور مرنے پر بھی مٹھیاں بھر بھر کے دیتے ہیں۔۔۔۔!! چنانچہ انسانیت و اسلام کے یہ مدعی جوق در جوق قبروں پر جاتے ہیں ماتھے گھستے ہیں ناک رگڑتے ہیں، اور وہ سب کچھ کرتے ہیں جو کوئی شریف النفس اور خوددار انسان کسی مخلوق کے سامنے نہیں کر سکتا، انسان کے پاس سب سے بڑی دولت اس کی اپنی انسانیت ہے، یہ جاتے ہیں اور اس متاعِ عزیز کو چونے اور اینٹ کے چبوتروں پر بڑی بے دردی سے قربان کر آتے ہیں۔

اگر کہا جاتا ہے کہ دیکھو کیا کرتے ہو؟ شریعت نے منع کیا ہے، شرک ٹھہرایا ہے جہنم سزا بتائی ہے تو جواب اعراض و انکار ہے، تاویل و تحریف ہے، شریعت و

حقیقت کی حث ہے، ظاہر و باطن کی حجت ہے وہابی و حنفی کا فرق ہے قرآن کی آیت اور محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں حسن بصری، شبلی، جیلانی چشتی کے ملفوظات ہیں، حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی کوئی شرک جائز نہیں رکھا، مگر کس سے کہا جائے کان ہوں تو سنیں، آنکھیں ہوں تو دیکھیں، دل ہوں تو سمجھیں۔

لَہُمْ قُلُوْبٌ لَّایفقہون بِہَا وَلَہُمْ اَعْیُنٌ لایبصرون بہاولہم اٰذان لَّایسمعون بِہا اولئک کالانعام بل ھم اضل (۹ : ۱۲)

ترجمہ: ان کے دل ہیں مگر وہ ان کو سمجھنے کے لیے استعمال نہیں کرتے، ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں دراصل وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

جواب ۵۔ چنوڑ گڑھی کی ڈھٹائی دیکھیے کہ عرض اعمال کا انکار (صرف اس لیے کہ اس سے حیاۃ النبی ثابت ہوتا ہے) کر کے سینکڑوں روایات و احادیثِ مبارکہ کا انکار کر دیا نمونہ ملاحظہ ہو،

حدیث ا۔ امام طبرانی نے اوسط میں متصل اسناد کے ساتھ ابوایوبؓ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جب مومن کی روح کو قبض کرتے ہیں خدا تعالیٰ کے بندے رحمت والے اس کی پیشوائی کو آتے ہیں جیسا کہ دنیا میں خوشخبری دینے والے کے پاس آیا کرتے ہیں بس کہتے ہیں جلدی نہ کرو تاکہ آرام پاوے اس واسطے کہ وہ بہت محنت اور تکلیف کھینچے ہوئے آیا ہے، اس کے بعد اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں آدمی نے کیا کیا اور فلاں عورت نے کیا کیا (یعنی اپنے واقفوں کے تمام حالات دریافت کرتے ہیں) اور جب دریافت کرتے ہیں اس شخص کا حال جو فوت ہو چکا ہے کہتا ہے مجھ سے پہلے مر گیا پس وہ پڑھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون وہ دوزخ میں گیا جو اس کی اصل تھی بہت برا ٹھکانہ ہے اور نہایت خراب جگہ ہے اور فرمایا ہے تمہارے اعمال تمہارے ان اقارب اور رشتہ داروں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں

جو اہلِ آخرت میں نیک عمل سے خوش ہوتے ہیں بشارت پاتے ہیں اور کہتے ہیں یا اللہ یہ تیرا ہی فضل و رحمت ہے اس پر پوری رحمت کرنا تاکہ اسی پر فوت ہو اور جب گنہگاروں کے عمل پیش کیے جاتے ہیں کہتے ہیں اے پروردگار اس کو نیک کام کی توفیق دے کہ تیرے قرب و رضامندی کا سبب ہو۔

(۲) ابن ابی الدنیا نے کتاب منامات میں ابی ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا تمہارے عمل تمہارے مردوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ اچھے عمل دیکھتے ہیں خوش حال ہوتے ہیں۔

اور جو برے عمل دیکھتے ہیں کہتے ہیں اے اللہ اس کو توبہ کی توفیق دے اور سیدھے راستے پر لا۔

(۳) حضرت حکیم ترمذی نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پیش کیے جاتے ہیں اعمال دو شنبہ اور جمعرات کو خدا تعالیٰ کے سامنے اور انبیاء کے سامنے اور ماں باپ کے سامنے جمعہ کے دن پس نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں ان کے چہروں کی سفیدی اور چمک زیادہ ہو جاتی ہے اور جب یہ حال ہے تو خدا سے ڈرو اور اپنے گناہوں کے سبب اپنے مردوں کو رنج نہ پہنچاؤ۔

(۴) ابن ابی الدنیا نے کتاب منامات میں متصل اسناد کے ساتھ نعمان بن بشیر سے روایت کی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے سنا کہ ڈرو خدا سے اپنے بھائیوں کے حق میں جو مردہ ہیں تمہارے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں۔

(۵) متصل اسناد کے ساتھ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنے مردوں کو رسوانہ کرو اپنے اعمال کی برائی سے اس واسطے کہ تمہارے اعمال تمہارے اقارب عزیز مردوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

(۶) روایت کیا ہے کہ ہلال بن ابی الدردا نے کہ فرماتے تھے اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میرے خالو عبداللہ بن رواحہ قیامت کے دن میرے سے

ناراض نہ ہوں۔

(۷) روایت کیا عبدالوہاب بن مجاہد سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ فرمایا بشارت پاتا ہے باپ بیٹے کی نیکی سے جب کہ باپ کے مرنے کے بعد وہ نیک ہو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں جو اسے نہلاتا اور اٹھاتا اور قبر میں داخل کرتا ہے وغیرہ۔

(ف) ان کے علاوہ اور روایات بھی بکثرت ہیں اور "الیه یصعد الکلم الطیب سے کیسے بھی ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو اعمال پیش نہیں ہوتے اور یہ چھوڑ گڑھی جیسے جاہلوں کی عادت ہے ایک آیت یا حدیث کا مضمون جو اللہ کی شان میں وارد ہو اوہ صرف اللہ کے لیے خاص کر کے شرک کا فتویٰ جڑ دیا۔

لطیفہ :۔ اس فرقہ دیوبندی اینڈ چھوڑ گڑھی کی عام عادت ہے کہ صفاتِ باری تعالیٰ کا اطلاق انبیاء اولیاء پر ہو تو فوراً شرک اور وہی صفات اپنے لیے اور ان کے بڑوں کے لیے نہ صرف جائز بلکہ عین اسلام، مختصر سا موازنہ ملاحظہ ہو۔

بے اختیار رسول

تقویت الایمان ص ۶۵ پر جس کا نام محمد یا علی ہے کسی چیز کا مختار نہیں

(تقویت الایمان ص ۲۰)

یوں کہنا کہ خدا رسول اگر چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا شرک ہے۔

(بہشتی زیور ص ۴۵ جلد اول اشرف علی)

مردوں و (انبیاء اولیاء) سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منتیں ماننا کفار کی راہ ہے (تذکرہ الاخوان ص ۸۳)

تندرست اور بیمار کر دینا اقبال و ادبار دینا حاجتیں بر لانی، بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے کسی انبیاء اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کہ کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اس سے مرادیں مانگے مصیبت کے وقت اس

کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت انکو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ہے۔
(تقویۃ الایمان ص ۱۰)

بااختیار مولوی دیوبندی:

مولوی محمود الحسن دیوبندی مرثیہ گنگوہی میں لکھتے ہیں،

مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں زری ابن مریم

مولوی معین الدین صاحب دیوبندی حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی صدر مدرس دیوبند کے بڑے صاحبزادے تھے وہ حضرت مولینا کی ایک کرامت جو بعدِ وفات واقع ہوئی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑے بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا یعقوب دیوبندی کی قبر کی مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا، پس اسی کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلواؤں تب ہی مٹی ختم، کئی بار مٹی ڈال چکا تھا پریشان ہو کر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر پر جا کر کہا آپ کی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت ہو گئی یاد رکھو اگر اب کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے، ایسے ہی پڑے رہو گے لوگ جوتے پہنے تمہارے اوپر سے ہی چلیں گے، بس اس دن سے کسی کو آرام نہ ہوا، ملاحظہ ہو دیوبندی اور اپنے مولویوں کو مشکل کشا حاجت روا اور دافع البلاء سمجھتے اور قبروں میں زندہ مانتے ہیں اور ان کی قبر کی مٹی سے شفا پاتے ہیں اور ان کو پکارنا جائز سمجھتے ہیں، انبیاء اولیاء کو قبروں میں مردہ سمجھتے ہیں۔

نوٹ: یہ عقائد تمام دیوبندیوں اور وہابیوں یعنی چھوڑ گڑھی کے آقاؤں کے آقا مولوی اسماعیل دہلوی کے تحریر شدہ ہیں۔

خلاصہ: یہ کہ چھوڑ گڑھی صرف ایک آیت کا مفہوم لے کر بیٹھ جاتا ہے اس کے

ساتھ دوسری آیت واحادیث کو ملانا گوارہ نہیں کرتا اس طرح سے وہ گمراہی کا شکار ہے اور دوسروں کو بھی اسی پھانسی پہ لٹکانا چاہتا ہے۔

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
وہابی تہذیب کے گندے ہیں انڈے

جواب ۶ :۔ اس فتویٰ میں بھی چتوڑ گڑھی نے بہت سی احادیث مبارکہ کا انکار کیا ہے نمونہ ملاحظہ ہو،

بیہقی نے بعث و نشور میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب المنامات میں سعید بن مسیب سے کہ بے شک سلمان فارسی اور عبداللہ بن سلام نے ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کی پس ایک نے دوسرے سے کہا اگر تو اپنے پروردگار سے ملاقی ہو پس خبر دے مجھ کو جو کچھ تو نے پایا پس کہا کیا ملاقات ہوتی ہے زندوں کی مردوں کے ساتھ کہا ہاں مومنوں کی روحیں تو بہشت میں ہیں پس یہ جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور بیہقی نے روایت کی اور طبرانی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور مروزی نے اسناد کے ساتھ کتاب جنائز میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔
فرمایا مومنوں کی ارواح جبریل علیہ السلام کے پاس اوپر لے جاتے ہیں پس کہا جاتا ہے تم قیامت کے ان کے متولی رہو اور عبداللہ بن عمر سے اس طرح روایت کی ہے کہ فرمایا کافروں کی ارواح جمع کی جاتی ہیں برہوت میں جو حضر موت میں شور زمین میں ہے اور مومنوں کی ارواح جابیہ میں جمع کی جاتی ہیں جو ایک مقام دمشق میں ہے، اور اسناد کے ساتھ بیہقی نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کعب الاحبار سے روایت کیا کہ جنت الماویٰ میں سبز پرندے ہیں تمہاری روحیں ان میں پھرتی ہیں بہشت میں جس جگہ چاہتی ہیں۔ اور آلِ فرعون کی سیاہ ارواح پرندوں میں صبح شام آگ میں ہوتی ہیں اور مومنوں کے بچے بہشت کی چڑیوں میں ہوتے ہیں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اسناد کے ساتھ ذہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک ساتویں آسمان میں ایک گھر اللہ

کا بنایا ہوا ہے جس کو بیضا کہتے ہیں مومنوں کی ارواح اس میں جمع ہوتی ہیں جب دنیا میں سے کوئی آتا ہے مومنوں کی ارواح پیشوائی کو آتی ہیں اور دنیا کی خبریں دریافت کرتی ہیں جیسا کہ گھر والے اس سے دریافت کیا کرتے ہیں جو غائب ہو گیا ہو، اور ابن ابی الدنیا نے مالک بن انس سے روایات کیا کہ فرمایا مجھ کو یہ پہنچا ہے کہ مومنوں کی ارواح بہشت میں چھوڑی گئیں پھرتی ہیں جہاں چاہتی ہیں۔

نوٹ :۔ اس مسئلہ کی متعدد روایات و حکایات امام جلال الدین سیوطی و امام شعرانی و ابن القیم اور امام احمد رضا بریلوی نے اپنی تصانیف شرح الصدور میں مختصر التذکرۃ القرطبی اور کتاب الروح اور حیاۃ الموات میں بیان کی ہیں۔

صفحہ ۲۲ ظریف مری کے سوالوں کے جوابات۔

۱۔ بہت سے آدمی بلا کر قرآن پاک کا ختم کروانا اور پھر اس پر روٹیاں کھانا کھلانا پھر اس پر اجرت اور پڑھائی کی مزدوری دینا لینا یہ سب کام مستحدث اور بدعات ہیں سنت سے کچھ بھی ان میں ثابت نہیں اور نہ ایسی قرآن خوانی کا کوئی ثواب ہوتا ہے اور نہ ہی ایسی قرآن خوانی اللہ کی رضا کے لیے ہوتی ہے۔

۲۔ سورۃ یٰسین کے بہتر ۷۲ دفعہ پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب مل جاتا ہے یہ بھی گپ ہے کوئی صحیح روایۃ حدیث سے ایسی نہیں پائی گئی اگرچہ سورۃ یٰسین کے پڑھنے سے ثواب ضرور مل جاوے گا مگر یہ کہ پورے قرآن کا ثواب مل جائے یہ کوئی نہیں ہے۔

(۳) حضور نبی کریم ﷺ پر ان الفاظ سے درود اور پھر بلند آواز سے پڑھنا "یا نبی حبیبا صلے علی محمد" یہ طریقہ نبویۃ طریقہ سنت کے خلاف اور شعار اہل بدعت و مشرکین ہے جو اللھم صلی علی محمد والے درود کو اچھا بھی نہیں سمجھتے اور اس کا ورد بھی نہیں کرتے، بلکہ جو انہیں صحیح طریقہ بتائے اس کو وہابی کہتے ہیں، ایسے خناسوں سے پرہیز کریں جو لازمی ہے۔

(۴) کسی دعاء میں یوں کہنا کہ اے اللہ نبی پاک کے وسیلہ سے میری دعا قبول فرمایہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے فرمودہ طریقہ کے بھی خلاف ہے، اور اللہ رب العزت کے شان کی بھی توہین ہے سلف صالحین کے طریقہ دعاء کے بھی خلاف ہے، قرآن پاک کی دعاؤں کے طرز کے بھی خلاف ہے۔

(۵) یا محمد مصطفے یا مرتضیٰ علی، حاجت روا، محمد مشکل کشا، علی کہنا یہ صریح شرک ہے مشرک ایسے اشعار و وظائف پڑھا کرتے ہیں کوئی مسلم ایسے الفاظ زبان پر بھی نہیں لاسکتا ان میں تو ان بزرگوں کی بھی توہین ہے اور اللہ کریم کی شان کے خلاف اور اس کے ساتھ شرک بھی ہے، ایسے خرافات سے پرہیز لازم ہے جو انسان کو دائرہ اسلام سے بھی خارج کردیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ :-

سنجیدہ طبقہ اس تحریر کو پڑھ کر یقین کرے گا کہ یہ لکھنے والا کوئی بھگوامر اسی ہے ورنہ ہزار کتب فتاوی پڑھ جایئے کسی فتاوی کی کتاب میں ایسی زبان نہ ملے گی، جو مفتی چھوڑ گڑھی نے استعمال کی ہے اور فتویٰ بھی دیا ہے وہ خود ظاہر ہے کہ بہتان تراشی اور افتراء پردازی کے سوا کچھ نہیں ورنہ اصل مسئلہ سے چھوڑ گڑھی کو انکار نہ ہوگا اگر ہے تو معتزلی ہونے کا اعلان کرے۔

تحقیق اصل مسئلہ :-

اہلسنت اہل اموات کو ایصالِ ثواب جائز اور معتزلہ ناجائز اس کے مختلف طریقہ عمل میں آئے اور علم الشرع کا قاعدہ ہے کہ اصل مسئلہ کو باقی رکھنے کے لیے مختلف طریقے عمل میں لانا نہ حرام ہے نہ بدعت سئیہ بلکہ ثواب اور اسلام کی عین مراد جیسے قرآن کے لیے حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس کے بعد ہزاروں طریقے بدلے

ہیں مثلاً اسے یکجا کرنا پھر اسے تیس پاروں پر بنانا اس کے پاروں کے نام رکھنا، اعراب لگانا وغیرہ وغیرہ مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب العصمة عن البدعة اور تحقیق البدعة کا مطالعہ کیجئے۔

اصل مسئلہ :۔

دراصل ایصال ثواب ایک اہم مسئلہ ہے بالخصوص میت کے قبر میں جانے کے بعد اس کے لیے ثواب بخشنا اس کی بہتری و بہبودی اور فلاح کا بہترین سرمایہ ہے لیکن جو مردہ دشمن ہو اسے کیا کہا جائے ورنہ قبر کا حال جسے معلوم ہے وہ ایصال ثواب کے متعلق کبھی پس و پیش نہ کرے، چند روایات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ

ماالمیت فی القبرالا کا لغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقه من اب اوامر اواخ اوصدیق فاذا لحقته کان احب الیه من الدنیا وما فیها و ان الله تعالیٰ لید خل الی اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدیة الاحیاء الی الاموات الاستغفار لهم (مشکوة شریف ص ۲۰۶)

ترجمہ :۔ مردہ کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے اس کو دعا پہنچے اور جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو دعا کا پہنچنا اس کو دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہوتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اہلِ زمین کی دعا سے اہلِ قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر و رحمت عطا کرتا ہے اور بے شک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کے لیے بخشش کی دعا کی جائے۔"

ف :۔ اس حدیث شریف سے مردے کا زندوں کی طرف سے کی جانے والی دعا اور بخشش کا منتظر ہونا اور زندوں کے ہدیے و تحفے یعنی دعائے بخشش کے لیے بہت ہی زیادہ

مفید ہونا خوبی ثابت ہے۔

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

يتبع الرجل يوم القيامة من الحسنات امثال الجبال فيقول اني هذا؟ فيقال با ستغفار ولدك لک (شرح الصدور)

ترجمہ :۔ قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں انسان کے (اعمال سے) لاحق ہوں گی تو وہ کہے گا کہ یہ کہاں سے آئی ہیں؟ تو فرمایا جائے گا یہ تمہاری اولاد کے استغفار کے سبب سے ہیں، جو تمہارے لیے کیا گیا۔"

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمایا۔"

(۱) فيقول يارب انى لى (مشكوة شريف)

ترجمہ "تو وہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب میرا درجہ کیونکر بلند ہوا"؟"

(۲) فيقول باستغفار ولدك لک (مشكوة شريف)

ترجمہ "ارشاد ہوا کہ تیرا بیٹا جو تیرے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے اس کے سبب سے'

فائدہ :۔ مندرجہ بالا حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اگر کسی نیک بندے یا کسی بزرگ کے لیے دعائے بخشش کی جائے تو اس کے درجے بلند ہو جاتے ہیں، اور اگر گنہ گار کے لیے کی جائے تو اس سے سختی اور عذاب دور ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

(۴) "شرح الصدور" (مصنفہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ) میں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

اُمتی امة مرحومة تدخل قبورها بذنوبها وتخرج من قبورها لاذنوب عليها تمحص عنها باستغفار المؤمنين

(ترجمہ) "میری امت، امتِ مرحومہ ہے، وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے ان کو گناہوں سے پاک وصاف کردے گا۔"

چتوڑ گڑھی کا رشتہ :

ایصالِ ثواب کے منکر معتزلہ تھے اب اس کے اسباب سے چتوڑ گڑھی اور اس کے اکابر انکار کررہے ہیں۔"

حنفی کے عقائد کی مسلمہ کتاب "شرح عقائد نسفی" میں ہے۔

وفی دعاء الاحیاء للاموات اور صدقتهم عنهم نفع لهم خلافاً للمعتزلة

ترجمہ "اور زندوں کا مردوں کے لیے دعا کرنا یا صدقہ وخیرات کرنا مردوں کے لیے نفع کا باعث ہے اور معتزلہ اس کے خلاف ہیں۔"

تخفیف عذاب قبر کے موجبات :

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا "ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور وہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک تو پیشاب کرنے کے وقت چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔"

ثمّ اخذ جریدة رطبة فشقها نبصفین ثم عرزفی کل قبرٍ واحدةً قالوا یارسول اللّٰه لم ضعت هذا ؟ فقال لعلة ان یخفف عنهما مال ییبسا (بخاری شریف جلد اول ص ۱۸۲)

مسلم شریف جلد اول ص ۱۴۱ مشکوۃ شریف)

ترجمہ "پھر آپ نے کھجور کی ایک تر شاخ لی اور درمیان سے چیر کر اس کے دو حصے کر کے دونوں قبروں پر گاڑ دیئے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟" آپ نے فرمایا "اس لیے کہ جب تک یہ شاخیں ہری رہیں گی، ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔"

فائدہ :۔اس حدیث پاک سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ حضور اکرم ﷺ سے عالمِ برزخ کا حال بھی پوشیدہ نہیں۔

۲۔ان قبروں والے اپنی زندگی میں جس گناہ کا ارتکاب کر کے گرفتار عذاب ہوئے تھے آپ کو اس کا علم تھا۔

۳۔اس حدیث پاک نے ان لوگوں کے نظریہ کو بھی باطل قرار دے دیا جو یہ کہتے ہیں کہ روح کی قبر اور ہے، جو کہ زمین پر نہیں، بلکہ اعلیٰ علیین یا سجین میں ہوتی ہے اور عذاب روح کو ہوتا ہے جسم کو نہیں ہوتا۔

حضور اقدس ﷺ نے قبر پر تر شاخیں رکھ کر اُسے باعثِ تخفیفِ عذاب قرار دیا۔

تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ عذاب میں تخفیف شاخوں کی وجہ سے ہوئی یا کسی اور وجہ سے اگر صرف شاخوں کو عذاب میں تخفیف کا سبب قرار دیا جائے تو پھر سوکھنے کے بعد بھی شاخوں کا قبر پر ہونا باعثِ تخفیفِ عذاب ہونا چاہیے تھا، حالانکہ ایسا نہیں معلوم ہوا کہ تخفیف عذاب کا باعث صرف وہ تر شاخیں ہی نہیں بلکہ ان کی وہ تسبیح ہے جو وہ پڑھتی ہیں، کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔

وان من شیئی الا یسبح بحمدہ (ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے)

قبور پر قرآن خوانی کا موجب :

چونکہ شاخوں کا سوکھ جانا ان کی موت ہے، اور موت سے تسبیح ختم ہو گئی

تخفیف عذاب کا باعث شاخوں کی تسبیح تھی جب شاخوں کی تسبیح باعث تخفیف عذاب قبر ہے، تو پھر بندوں کی تسبیح بھی یقیناً باعثِ تخفیف عذاب ہوگی۔

استدلال :۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث پاک کے تحت نقل فرماتے ہیں۔ "جب نباتات کی تسبیح سے تخفیف عذاب ہو سکتا ہے تو جب حافظ اپنی پاک زبان سے قبر پر قرآن مجید کی تلاوت کرے، تو عذاب میں تخفیف بطریق اولیٰ ہوگی۔"

(ف) یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبروں پر پھول ڈالنا بھی جائز ہے کیونکہ کھجور کی تر شاخوں کی طرح تر و تازہ پھول بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

استاذ الکل کا فیصلہ :

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزیہ جلد اول میں فرماتے ہیں۔

"قبر پر پھول اور خوشبو والی کوئی چیز رکھنا صاحبِ قبر کی روح کی مسرت کا باعث ہے اور یہ شرعاً جائز ہے۔ (اس کی مزید تحقیق فقیر کے رسالہ "مزارات پر پھول ڈالنے کا ثبوت" میں ہے۔

حدیث سے استدلال :۔

حضرت امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کانت الانصاری اذامات لھم المیت اختلفوا الی قبرہ یقرء ون له القرآن (شرح الصدور)

ترجمہ "انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی مر جاتا تو وہ بار بار اس کی قبر پر جاتے اور اس کے لیے قرآن کریم تلاوت کرتے"

فائدہ :۔

میت کے لیے صدقہ و خیرات کرنا بھی اسی قاعدہ ایصالِ ثواب پر ہے چند روایات ملاحظہ ہوں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری ماں مر گئی ہے اور اس نے بوقتِ وفات کچھ وصیت نہیں کی۔

فهل لها اجر ان تصدقت قال نعم

(مسلم کتاب الصلوٰۃ بخاری شریف باب الوصایا)(ابو داؤد شریف)

ترجمہ "اگر میں صدقہ کروں تو کیا اس کو ثواب پہنچے گا؟" آپ نے فرمایا "ہاں۔

۲۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

یارسول الله هل ینفعها ان اتصدق عنها فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم نعم فقال حائط کذا وکذا صدقة عنها (بخاری شریف جلد اول ص ۳۸۷ نسائی شریف کتاب الوصایا)

ترجمہ "یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو نفع پہنچے گا، آپ نے فرمایا "ہاں پہنچے گا" حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "پھر میرا فلاں باغ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کی "یا رسول اللہ میری ماں مر گئی ہے"۔

ان ینفعها ان تصدقت عنها قال نعم قال فان لی مخرافا

واشهدك انی تصدقت عنها (ترمذی شریف کتاب الصلوۃ)
ترجمہ "اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو نفع پہنچے گا؟"
آپ نے فرمایا "ہاں پہنچے گا" اس نے کہا "میرا باغ ہے اور میں آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس باغ کو اس کی طرف سے صدقہ کر دیا"

فائدہ :۔ ان احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ مرنے والے کے عزیزوں میں سے اگر کوئی صدقہ و خیرات اس نیت سے کرے کہ اس سے مردہ کو نفع پہنچے تو مردے کو یقیناً فائدہ پہنچتا ہے۔

(۴) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ میری ماں مر گئی ہے"
فایّ صدقة افضل قال الماء فحفر بئراً وقال هذه لا م سعد
(ابوداؤد کتاب الزکوۃ جلد اول ص ۲۴۲)
ترجمہ :"تو کون سا صدقہ افضل ہے جو ماں کے لیے کروں، فرمایا پانی، تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا "یہ سعد کی ماں کے لیے ہے"

فائدہ :۔ اس حدیث پاک میں یہ بات نہایت ہی قابلِ غور ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی فرما رہے ہیں ھذہ لام سعد (یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے) یعنی ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے بنایا گیا ہے اس سے صراحۃً ثابت ہوا کہ جس کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کوئی صدقہ و خیرات کی جائے اگر اس صدقہ و خیرات اور نیاز پر مجازی طور پر اس کا نام لیا جائے یعنی یوں کہا جائے کہ یہ سبیل حضرت امام حسین اور شہدائے کربلا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے لیے ہے یا یہ کھانا یا یہ نیاز صحابہ کبار، سیدنا غوث اعظم یا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے ہے تو ہر گز ہر گز اس سبیل کا پانی اور وہ کھانا وغیرہ حرام نہ ہوگا، ورنہ پھر یہ کہنا پڑے گا کہ اس کنوئیں کا نام حرام تھا، حالانکہ اس کنوئیں کا پانی حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام

، تابعین اور تبع تابعین نے پیا۔
کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ ان سب مقدس حضرات نے حرام پانی پیا تھا (معاذ اللہ) کوئی مسلمان تو ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتا، تو جس کنوئیں کے لیے یہ کہا جائے کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے، اس کنوئیں کا پانی حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک حلال وطیب ہے تو جس سبیل کے پانی کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ حضرت امام حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے ہے یا "یہ نیاز فلاں بزرگ کے لیے ہے" تو وہ مسلمانوں کے لیے بھی حلال وطیب ہے۔
جواب ۳ : "صلی علیٰ نبینا" صلی علی محمد" کے درود ہونے سے جاہل چھوڑ گڑھی نے کس بری طرح انکار کر دیا کہ اسے بدعت کے کھاتہ میں ڈال دیا۔ صرف اس لیے کہ اسے سنی پڑھتے ہیں گویا جو نیک کام سنی کریں وہ ان کو بدعت نظر آئے گی، تو انہیں وہی کافروں والی وراثت نصیب ہے کہ وہ کہا کرتے جو کام نبی علیہ السلام کریں گے ہم اسے غلط کہیں گے خواہ درحقیقت وہ صحیح بھی۔۔۔

سوال اویسی غفرلہ :

فقیر کا چھوڑ گڑھی اینڈ جملہ دیوبند کمپنی سے سوال ہے کہ صلی علی نبینا الخ تو درود نہ ہو ابلکہ بدعت ہے تو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود تو ہے جب کہ تم بھی اکثر عموماً اور روایت حدیث میں خصوصاً پڑھتے ہو یہ کس حدیث شریف سے ہے اس کے علاوہ درود شریف کے ہزاروں صیغے ہیں جنہیں محدثین درود شریف کہتے لکھتے ہیں جو کہ وہ صیغے درود شریف کے ہیں لیکن وہ الفاظ خیر القرون میں نہ تھے تو پھر وہ تمہارے اور ہم سب کے نزدیک کیوں جائز ہیں؟ اور یہ درود شریف ناجائز کیوں؟
جواب ۴ کی تفصیل گزر چکی ہے۔
۵۔ یا محمد مصطفیٰ وغیرہ کسی بھی محبوب خدا ﷺ کو غائبانہ پکارنا چھوڑ گڑھی اینڈ دیوبندی

کمپنی کے نزدیک شرک ہے یہ بحث خاصی طویل ہے فقیر صرف چند روایات پر اکتفاء کرتا ہے تاکہ اہلِ انصاف کو یقین ہو کہ یہ مسئلہ شرکیہ تو نہیں البتہ مسلمانوں کو مشرک بنانے کا خبط ضرور ہے، ورنہ بکثرت روایات سے ثابت ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ سے لے کر تا حال امت نے مشکلات کے وقت پکارا تو اللہ کے بندوں نے مدد فرمائی صرف نمونہ ملاحظہ ہو۔

ا۔ حضرت ابنِ ابی شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ سند صحیح روایت فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا۔ ایک شخص روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللّٰہ استسق لا مّتک فاِ نّھمْ قد ھلکو "یارسول اللہ آپ کی امت قحط کی وجہ سے ہلاک ہو رہی ہے۔ آپ اپنی امت کی خاطر اللہ تعالیٰ سے بارش طلب فرمائیں اس کے بعد اس شخص نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسے گا۔ اس کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "یہ نوع توسل طلب دعا ہے حضرت رسول اللہ ﷺ سے کہ اپنے پروردگار تعالیٰ و تقدس سے عرض کر کے اس حاجت کو روا کروا دیں جیسا کہ حیاتِ ظاہری میں ہوا کرتا تھا چنانچہ مضمون روایت یا محمد انیَ توجھتُ بک الی ربی فی حاجتی ھذہٖ لتتقضی لی اس بات کا مشعر ہے، فافہم (جذب القلوب) نیز اس حدیث کو بیہقی نے طریق اعمش عن ابی صالح عن مالک الدار سے روایت فرمایا اور حافظ ابن حجر علیہ الرحمتہ فتح الباری ص ۵۴۳ جلد ۴ میں تصریح فرماتے ہیں کہ روضہ نبوی پر حاضر ہونے والے بلال بن حارث صحابی تھے۔

امام زین العابدین فرماتے ہیں اپنے قصیدے میں۔

یارحمته اللعلمین ادرك الذین العابدین

محبوش ایدی الظلمین فی موکب والمنزہم

اے رحمۃ اللعالمین زین العابدین کی مدد کو پہنچو

وہ اس اژدہام میں ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

زمجہوری بر آمد جانِ عالم۔ ترحم یا نبی اللّٰہ ترحم

نہ آخر رحمتہً للعالمینی، زمحرو ماں چرا فارغ نشینی

فائدہ :۔ اسی قسم کے خطابات اور مشکل کے وقت استغاثہ از دورِ صحابہ تا حال اہلِ اسلام میں جاری ہے لیکن جب سے تحریکِ وہابیت شروع ہوئی تو دوسرے عقائد و مسائل اہلسنت کی طرح یہ مسئلہ بھی شرک کے فتوی کی زد میں آگیا۔

ص ۲۳ قاضی ضیاء کے سوالوں کے جوابات۔

۲۔ ہم ایسے شخص کو قطعاً کافر سمجھتے ہیں اور مشرک بھی جو یہ عقیدہ رکھے کہ فلاں قبر والے صاحب جب بھی ان کی قبر پر آواز ماری جائے وہ سن کر جواب بھی دیتے ہیں اور زندہ زیر زمین قبر میں موجود ہیں، پھر اس کو سمجھا جائے حجۃ واضح کر دی جائے شبہات دور کر دیئے جائیں پھر بھی وہ اندھی تقلید پر اڑا رہے یا ضد پر اڑ جائے تو ایسا شخص قطعاً نصِ قرآن وحدیث کا منکر بھی ہے، اور کافر و مشرک بھی ہے خواہ کوئی ہو۔

۳۔ جو شخص اس مسئلہ حیات و سماع کو فروعی سمجھتا ہے وہ یا تو جاہل ہے یا غوی و گمراہ ہے ورنہ ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ عقیدہ کا مسئلہ ہے اصولی مسئلہ ہے قرآن مقدس نے اصول کے طور پر اس کو بیان فرمایا اور اعلانیہ فرمایا کہ کوئی بھی مردہ قیامت تک کے لیے قبر میں ہی رہے گا اور جب زندہ کیا جاوے گا تو پھر قبر میں نہیں رہ سکتا قبر مردوں کے لیے ہوتی ہے زندوں کے لیے نہیں ہوتی، اور مردہ کو بلانا یہ غائبانہ پکار ہے جو صریح شرک ہے اور مردے کی روح یا بہشت میں ہے یا دوزخ میں، اس قبر میں نہیں آسکتی، جب تک یہ مردہ، مردہ رہے گا قبر میں رہے گا اور قبر میں روح واپس قطعاً نہ آسکتی ہے نہ آتی ہے۔

جوابات اویسی :۔

کفر کی مشین مفت جو ملی ہے اسی لیے چلاؤ جس پر جی چاہے کل قیامت میں معلوم ہو گا کہ تمہارا نشانہ کہاں کہاں تک چلا اور کہاں خطا کیا۔

(۳) تمہارے یہ فتاویٰ بہت پرانے ہیں کہ بات بات پر ہم غریب سنیوں کو مشرک بناتے رہے اور بناتے ہو، حالانکہ حضور نبی پاک ﷺ صدیوں پہلے تمہاری ان حرکتوں کی خبر دے گئے کہ ایک گروہ پیدا ہو گا جو میری امت کو مشرک کہے گا تفصیل تفسیر اویسی میں پڑھیے۔

ص ۲۴۔ فاروق سلیم کے سوالوں کے جوابات :۔

ا۔ نبی علیہ السلام موت کے بعد حیات الفردوس کی اعلیٰ ترین برزخی پاکیزہ اقوی واز کی روحانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام درجہ بدرجہ بافرق مراتب علیہا اور آپ کے جسم مبارک کے ساتھ روح پاک کا کوئی ایسا تعلق جس سے آپ کا مدفون جسم مدینہ عالیہ حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں قبر پاک میر، سلام وکلام سن سکے سفارش فرما سکیں جواب دے سکیں یا نماز پڑھ سکیں یا ہاتھ مبارک باہر نکال کر خوش آمدید فرما سکیں ایسا تعلق قطعاً کوئی ثابت نہیں اور نہ ہی جسم پاک قیامت سے قبل زندہ ہے اگرچہ حرمت نبوۃ حرمۃ تکوینی کی وجہ سے وجود آپ کا سلامت ہے لہذا آپ کو قبر پر بلائے یا دور سے دونوں صورتوں میں اسباب سے مافوق ہے غائبانہ پکار میں داخل ہے ایسے عقیدہ رکھنے والے کو سمجھایا جائے شبہات دور کردیئے جائیں اگر پھر بھی اسی پر مصر ہو اسی کی تبلیغ کرے اسی پر عوام کو اکسائے تو ان کے کافر مشرک اور دائرہ اسلام سے نکل جانے میں ذرہ برابر بھی تامل نہ ہونا چاہیے ایسا شخص جو نبی کریم کو زندہ در گور مانے فرائض نبوت سے عمداً عرض کر کے خاموش قبر میں زندہ رہنے والا مانے پھر مافوق الاسباب ہونے کے باوجود سفارش کروانے کا سلام و کلام سننے جواب دینے کا بھی اعتقاد رکھے اور اس پر لڑائی دنگہ بھی مچائے ایسا شخص قطعاً

کافرو مشرک ہے۔

۲۔ مردے کے ساتھ اینٹ پر کلمہ طیبہ لکھ کر ساتھ ہی دفن کرنا یا قرآن شریف یا کوئی سورۃ دفن کرنا تاکہ حساب کتاب میں مردہ آسان ہو یہ سب لغویات کا ارتکاب ہے بدعت دگمراہی ہے یہ شیوہ مشرکین ومبتدعین ہے شریعت سے ایسا کوئی فعل وعمل ثابت نہیں ہے اس سے اجتناب لازمی ہے۔

۳،۔ دلہن کو سسرال کے گھر پہلی دفعہ جب لایا جاتا ہے تو ایک بکرا ذبح کیا جاتا اس کے خون کے اوپر سے دلہن کو گزارا جائے تاکہ جن بھوت پری یا مصیبۃ سے بچی رہے اور پھر اس کا نام صدقہ رکھنا یہ ایک ایسا فعل ہے جو بدعت بھی ہے حرام بھی ہے اور ایسے بکرے کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور اس کو صدقہ کہنا بھی حرام ہے۔
یہ سب ہندوؤں کی رسوم ہیں جو آج کل نام کے مسلم حقیقی مشرک جہلاء کرتے ہیں ایسوں کو فتویٰ سے قبل سمجھانا لازمی ہے کیونکہ ایسے ذبحہ میں مقصود بھی لغیر اللہ ہے اور عمل بھی لغیر اللہ ہے بلکہ اللہ کے لیے نیاز کا حکم بھی اس پر لگ جاوے گا جب کہ غیر اللہ کی تکلیف دینے کے ڈر سے یہ ذبح کیا جارہا ہے۔

جوابات ا۔ تفصیل سے کہا جاچکا ہے کہ حیوۃ النبی ﷺ حق ہے اس کا منکر جاہل بے ایمان مرتد ہے۔

(۲) اس میں کفنی وغیرہ لکھنے کی طرف اشارہ ہے لیکن جاہل نے اینٹ کی قید از خود بڑھادی اور اسے مشرکین ومبتدعین کا بتانا یہ اس کی عادت ہے اس موضوع پر فقیر کا رسالہ ''کفنی لکھنا'' عرصے سے شائع ہو رہا ہے جس میں کتاب وسنت کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ کفنی لکھنا وغیرہ قبر کے عذاب کی آسانی کا موجب ہے۔

(۳) یہ کسی جاہل گھرانہ کا دستور ہوگا اسے سنی مذہب کی طرف منسوب کرنا افتراء ہے۔

مسائل ومعارف :۔

یہ عنوان دیکھ کر فقیر حیران سا ہو گیا کہ چتوڑ گڑھی اور معارف، لیکن جب مضمون پڑھا تو کھودا پہاڑ نکلا چوہاوہ بھی مردہ،

ناظرین کو معارف کا نمونہ الحیوۃ ص ۲۶ دکھادوں خود ہی اندازہ لگالیں گے کہ یہ معارف ہیں یا خرافات۔

چودہ سو سال پہلے کا مسلمان :۔

اور اگر میت نابالغ ہے تو اس پر صبر کرنے کا اجر بھی اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں پھر فوراً جنازہ کو اٹھا کر چار آدمی قبر تک لے جاتے ہیں باری باری ہر مسلم دوڑ دوڑ کر اپنے مسلم میت کے جنازہ کو ہاتھوں ہاتھ لینے کی کوشش کر رہا ہے تا کہ آخری اعانت المسلم کا حصہ وہ بھی حاصل کرے کسی چھوٹے بڑے کی انتظار نہیں کی جارہی کہ فلاں قریبی فلاں حضرت فلاں صاحب آئیں اور منہ دیکھ لیں تب اس کو اٹھایا جائے نہیں جنازہ پڑھ لینے کے بعد اب میت کو دربارِ الٰہی میں جانِ آفرین کے حوالے کر دیا جاتا ہے، اور سپرد خاک کر کے تمام مسلمان ہاتھوں سے اس پر مٹی ڈالتے ہیں۔ اور یہ بھی ساتھ ساتھ کہتے جاتے ہیں کہ اے اللہ اس کو اپنی پناہ میں لے لے گناہ اس کے معاف فرمادے اسی مٹی سے اس جسم کو تو نے پیدا کیا تھا اسی میں لوٹایا جارہا ہے اور اسی مٹی ہی سے اٹھایا جاوے گا دفن سے فارغ ہونے کے بعد قطعاً کوئی قبر پر اذان یا تلقین یا ختم قرآن یا کوئی رسم بد نہیں کی جارہی۔ صرف میت کے لیے استغفار ہر مسلم قبر پر کھڑا ہو کر قبلہ رخ ہو کر بغیر ہاتھ اٹھائے کر رہا ہے جیسا کہ اللہ کے پیغمبر نبی کریم ﷺ نے تعلیم فرمادی تھی۔

کوئی حیلہ وہدیہ میت کی طرف سے نہیں کیا جارہا تو سل بالقرآن کا ڈھونگ یا قبر پر کلاب الدنیا حفاظ کو بٹھا کر یا میاں جی کو بٹھا کر کوئی ختم نہیں کر والیا جارہا نہ ان کو روٹیاں کھلا کر پالا

پوسا جارہا ہے، اور نہ ہی ملاجی کو چالیس دن رات تک گزگے روٹیاں پُرتکلف کھانے کھلا کر موٹا مسٹنڈا بنایا جارہا ہے، اور نہ کوئی بھورا بھگل ستھرا اجتماع برائے تعزیت و فاتحہ خوانی منایا جارہا ہے۔

بس ہر ایک مسلمان بے تکلفی اور نہایت سادگی سے خاموش دم بخود فکرِ آخرت کے گہرے سوچ میں ڈوبا ہوا اپنے مسلم میت کے ورثاء کو تعزیت آمیز کلمات سے صبر کی تلقین کرتا اور خود اپنے گھر سے کھانا پکا کر ورثاء کو کھلاتا نظر آتا ہے، تین دن تک تو میت کے گھر سے کوئی کھانا تک نہیں کھاتا بلکہ خود ورثاء کو کھلاتا ہے کوئی جمعرات ملانے تیجے چوتھے ساتویں، اکیسویں، چالیسویں، قل خانی، کی رسوم جاہلیۃ کا منظر نہیں ہے، بلکہ میت کے ایصال کے لیے ہر مسلم عموماً ورثاء خصوصاً دست بدعاء ہیں اگر کوئی وصیت کر کے مرا ہے تو اس کی وصیت پورا کرنے کی سعی میں لگے ہوئے ہیں۔

اگر کسی نیک کام کرنے کی تمنا لے کر مرا ہے تو وہ نیکی کا کام حج یا قربانی وغیرہ کیے جارہے ہیں، ورنہ آج کل کی طرح نہ تو کوئی دیگیں چڑھائی جارہی ہیں نہ جعلی ایصالِ ثواب کے پارسل منی آرڈر بھیجے جارہے ہیں نہ کوئی ایسی خیرات برائے میت کی جارہی ہے جس میں ہر امیر وغیرہ برادری کو دعوت دے کر کھلایا جائے۔

نکاح کی خوشی میں بھی برادری کا پیٹ پُر ہو اور موت کی غمی میں بھی برادری کا پیٹ پُر ہو اور نہ ہی تعزیت کے بہانہ میں دور دراز کا سفر کر کے کوئی میت کے گھر آئے تاکہ ورثا کو مہمان نوازی کے حقوق ادا کرتے کرتے ایک دوسری موت کا سامنا کرنا پڑے جان بھی ختم اور مال بھی ختم۔

جواب از اویسی غفرلہ :۔

فارغ ہونے کے بعد سے آخر معارف کے وہی ڈوگر برسائے ہیں جو ان کی عادت ہے کہ اہلسنت کے جملہ عقائد کو شرک اور ان کے معمولات کو بدعت، فقیر اس کے الفاظ میں معارف کا جواب عرض کرتا ہے کہ چودہ سو سال پہلے تبلیغ اسلام کے

لیے نہ جلسہ کا نام ہے نہ تقریر کا نہ چتوڑ گڑھی جیسے مقرر کہ اس بے دعوت کی تاریخ مقرر کرو اسکی پیش گی جیب بھر داور وہ وقت معین پر جہاں آئے تو اس کے لیے سواری موجود ہو وہ سوار ہو کر جلسہ گاہ میں پہنچے تو جلسہ والے نعرہ لگائیں نعرہ تکبیر وغیرہ اور چتوڑ گڑھی مع القاب زندہ آباد!" اس کے لیے کمرہ سجا ہو وہ بہترین بستر پر زینت کمرہ ہو اس کے لیے ناشتا حاضر ہو گرمی ہے تو کوکا کولہ یا کوئی مشروب جس میں درجنوں بدعات کی ملاوٹ یا دودھ سوڈا مع چینی کی ملاوٹ جس میں دودھ پانی کے سوا تمام بدعات کو چتوڑ گڑھی شیشے کے گلاس میں ڈال کر غٹ غٹ کر کے پی جائے ڈکار بھی نہ لے پھر تھوڑی دیر کے بعد درجنوں بدعات کی ملاوٹ کا ناشتہ چائے وغیرہ میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا، اور تقریر کے وقت جلسہ گاہ میں پہنچنے کے لیے دوبارہ اطلاع اور اسٹیج پر جاتے وقت گلے پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگانا اور تقریر سے پہلے ایک ہجو گو جو اہلسنت کو کوسے ترنم سے کچھ پڑھاتا یا کم از کم تلاوت یا التزام جس میں صدق اللہ العلی العظیم کی بدعت شامل ہے اس کے بعد تقریر کے درمیان وقفہ وقفہ سے نعرہ تکبیر اور مولوی مع القابہ زندہ باد کے نعرے اور تقریر صرف گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کر کے نذرانہ وصول کرے پھر سواری کے ذریعے اڈہ وغیرہ تک پہنچنا جلسہ کے لیے اشتہار کرنا اور دعوت نامے بھیجنا وغیرہ وغیرہ تمام بدعات چودہ سو سال پہلے نہ تھا، بس سیدھا سادہ معاملہ تھا اب یہ تمام بدعات کیوں جائز بلکہ ضروری اور ایصالِ ثواب کے مختلف طریقے برتنے سے بدعت کا فتویٰ، ان دونوں کے درمیان امتیاز کر کے واضح کریں کہ تم نے چودہ سو سال پہلے والا واقعہ کیوں ترک کیا نہ صرف تبلیغ میں بلکہ قرآن کریم کی ہیئت کذائیہ اور مسجد کی تعمیر اور تعلیم دینی کے مختلف طریقہ وغیرہ وغیرہ تو پھر ہم بھی ایصالِ ثواب کے مختلف طریقے کر کے کیوں بدعات کے نشان بنے اور خود صاحبان کیے موحد نیز یہ مختلف نام "تیسرا چوتھا، وغیرہ بھی ان حضرات کو ناپسند ہے تو پھر اپنے القاب مولوی مولانا، حافظ، علامہ، وغیرہ تمام دریابرد کریں کہ یہ القاب چودہ سو سال پہلے نہ تھے حالانکہ صحابہ کرام و تابعین و تبع

تابعین و دیگر اسلاف تمہارے سے زیادہ حافظ عالم تھے لیکن ان کا لقب حافظ و مولوی مولانا، احادیث میں مروی نہیں ایسے ہی حضور علیہ السلام کی تعلیم اور تعلیم گاہ اور علم حاصل کرنے والے تھے اس وقت انہیں اصحاب صفہ اور تعلیم گاہ کو صفہ کہا جاتا لیکن اب ہزاروں اسماء مشہور ہیں طالب علموں، متعلم اسٹوڈنٹ اور تعلیم گاہ کو دار العلوم جامعہ مدرسہ اور پھر ہر حلقہ میں سینکڑوں نہیں ہزاروں نام ہیں معلوم ہوا کہ نام کی تبدیلی سے کام نہیں بگڑتا اسی طرح ایصال ثواب کے مختلف طریق اور مختلف اسماء عقائد، سوم، چہلم عرس، گیارھویں بارھویں، کو سمجھتے۔

آخری عنوان :

عوام پر رعب ڈالنے اور اپنے بڑوں کو خوش کرنے کے لیے کہ چتوڑ گڑھی صاحب بہت بڑے عربی دان ہیں کہ معارف و حقائق زبان عربی میں ڈھالے لیکن ان غریبوں کو کیا معلوم کہ عربی حقیقی ہے یا ملتانی پنجابی بطرز عربی فقیر یہاں اس کی عربی سے بحث کرے تو طوالت ہوگی چتوڑ گڑھی کی اردو (عبارت) لکھ دوں خود سمجھ جائیں کہ جس کی اردو کا یہ حال ہے تو اس کی عربی کا تو اور زبوں حال ہوگا، کیونکہ جس غریب کو اپنی ملکی زبان پر دسترس نہیں، وہ عربی زبان کے محاورات کیا جانے۔

عربی مع ترجمہ ص ۲۸ تا ۳۳ تک پھیلا دی اس میں وہی عقائد فاسدہ و خرافات غلیظہ ہی ہیں اگرچہ چند آیات اور عقائد صحیحہ درج کئے ہیں تو وہ بھی بطور طعن و تشنیع اس کی چنداں تردید کی ضرورت نہیں کیونکہ جن عقائد فاسدہ کا اس میں ذکر کیا ہے انہیں عوام خوب جانتے ہیں کہ یہ چتوڑ گڑھی کی شرارت ہے اور بس۔

انتباہات :۔

لوگوں نے یہ عقیدہ رکھ کر کہ تمام حوادث و کوائن کو عقول یا نفوس عشرہ

نے پیدا کیا ہے یا یہ کہ آئمہ کرام اور نبی کریم کو اللہ تعالیٰ نے قادر بنادیا ہے کہ وہ پیدا کر سکتے ہیں یا یہ کہ ذات باری تعالیٰ نے اپنی خلعت الوھیہ اتار کر اپنے مقرب بندے کو عطا کر دی ہے یا ذات باری نے فلاں بزرگ کو فلاں علاقے کا مختار کل بنادیا ہے یا اللہ والے اس کی سرکار میں مختار ہیں، یا ذات باری نے اپنے لیے خاص طور پر سپیشل بندے چن رکھے ہیں یا الف ننگی سرکار یہ اندر سے قدرت کی تلوار ہوتے ہیں۔

یا یہ عقیدہ رکھا کہ ذات باری تعالیٰ نے بطور انعام فلاں مقرب کے ہاتھ میں مشکل کشائی دے دی ہے یا کہا کہ اللہ والے نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں مرتے نہیں ہیں کیونکہ خدا کے نور سے جدا ہوئے ہوتے ہیں یا کہا اللہ والے خود نہیں دوسروں کو دینے میں خود مختار ہوتے ہیں یا کہا اللہ والے جب تک زندہ رہیں، خستہ حالت میں رہتے ہیں تاکہ ظاہرین اور حاسد و حریص کو خواہ مخواہ مجبور نہ کریں، ورنہ آنکھ میچنے کے بعد پردہ کے پیچھے رہ کر مشکل کشائی کرتے رہ جاتے ہیں یا کہا کہ اللہ والے اپنی خستہ ظاہری حالت کے بدلے ذات باری سے حاجت روائی مشکل کشائی کا حق لے لیتے ہیں یا یہ کہا کہ اللہ کے ولی کا کام جب اڑ جائے تو ولایت کے زور سے ذات باری سے لڑ جاتے ہیں یا کہا کہ ان کی مرضی کے خلاف اگر ذات باری کرنا چاہے تو اللہ والے اڑ جاتے ہیں یا کہا کہ اللہ والے کی باطن نور اللہ ہوتا ہے جس کی مدد سے ہر کام کی عاقبت دیکھ لیتے ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ :۔

اس عنوان میں وہی پرانی بھڑاس ہے جو ہمیشہ اہلسنت پر نکالی جاتی ہے یہاں بھی وہی بھڑاس ہی ہے اور وہ بھی الزام و بہتان تراشی کے سوا کچھ نہیں بھلا کوئی بندہ خدا ثابت کر سکتا ہے کہ اہلسنت کی کون سی کتاب میں ہے کہ ہم نے خلعت الوہیت اتار کر کسی نبی علیہ السلام اور ولی کے نامزد کی بس اسی غلط کلیہ پر چتوڑ گڑھی نے بہتانات کی مار کر دی ہے۔

ملتانی اردو :

یا کہا اللہ والے کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اگر توجہ کریں تو پورا جہاں ان کے سامنے شیشے کی طرح ہو جاتا ہے یا کہا کہ ذات باری جب اپنے خاص بندوں پر راضی ہو جائے تو اللہ والے تمام پردوں کے پیچھے بھی نظریں پار کر لیتے ہیں، حتی کہ قبروں کے پردے بھی ان کے لیے اٹھ جاتے ہیں یا کہا جب بندے کو ذات باری سے قرب حاصل ہو جاتا ہے تو وہ ذات باری کی مرضی کے بغیر بھی کام کر دیتا ہے یا نکلوالیتا ہے، یا کہا کہ مقرب بندوں پر شریعت کی کوئی پابندی نہیں رہتی یا کہا کہ پہنچے ہوئے بزرگوں پر ذات باری کی عبادت فرض نہیں رہتی صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے عبادت کرتے ہیں تاکہ ذات باری کی پوجا باقی رہے۔

یا کہا کہ اللہ والے اگر راز فاش کر دیں ایمان بالغیب دنیا سے اٹھ جائے یا کہا کہ اللہ والوں کو ناراض نہیں کرنا چاہیے ورنہ یہ بزرگ پٹ دیتے ہیں ان کی مار پڑ جاتی ہے یا کہا کہ اللہ والے ایک آن میں ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں یا کہا کہ کرنی والے لوگ آنکھ بند کریں تو پورے جہاں کو ملاحظہ فرما لیتے ہیں یا کہا کہ حضرت والا حاضر و ناظر ہیں حتی کہ رحم مادر میں گرنے والے نطفہ کے قطرات بھی وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں، یا کہا کہ اللہ والوں کی آم شام تلاش کرنا چاہیے یا کہا اللہ والے ذات باری کی رحمت کے پرنالے ہوتے ہیں، یا کہا نیک لوگوں کے طالع ہم غریبوں کا کام بھی ہو جاتا ہے یا کہا آپ کی نظر کرم رہی تو ہم غریبوں کے دن بھی اچھے گزریں گے یا کہا کہ اللہ والوں کا پلو تا تلوار سے زیادہ اثر رکھتا ہے یا کہا کہ اللہ والے ذات باری کی تقدیر کی تلوار ہوتے ہیں یا کہا ذات باری اپنے وجیہہ اور خاص بندوں کی ہر تمنا پوری کیے رکھتا ہے تاکہ وہ بگڑ کر نظام کائنات میں گڑبڑ نہ مچا دیں، یا کہا کہ اللہ والوں کے اشاروں پر ذات باری کی کن مکن تیار ہوتی ہے یا کہا کہ اللہ والے اگر ارادہ کر کے زمین پر تھوک دیں سونا بن جائے تو بلکہ توجہ سے دیکھ لیں تو خالص سونا بن جائے، یا کہا اللہ والے اگر ناراض ہو جائیں تو پاگل بنا دیتے ہیں یا

گدھا بنا دیتے ہیں یا کہا مولائی لوگ خدا کی زمین پر خدا کا نمونہ ہیں یا زمین کا سنگار ہیں یا کہا ہم تو اللہ والوں کو راضی کرتے ہیں وہ خود اللہ کو راضی کریں گے۔

خاص خاص جملے :

(۱) ص ۳۳۔ "الف تلف ننگی سرکار" کا جملہ ہے۔ چھتوڑ گڑھی کے معارف وحقائق کا نمونہ قابلِ داد ا۔ (۲) کام جب اڑ جائے تو ولایۃ کے زور سے ذات باری تعالیٰ سے لڑ جاتے ہیں۔ یہ جملہ اردو ادب کا مرہونِ منت ہے ممکن ہے چھتوڑ گڑھی کا اپنے مخصوص علمی جواہر کا مرقع ہو۔

(۳) ص ۳۴ پٹ دیتے ہیں۔ (۴) اللہ والوں کی آم شام (۵) اللہ والوں کا پلوتا (۶) وناثی پھینکے (۷) سائیاں کی نظر (۸) دھمی الخ (۹) اللہ کے رتے ہوئے الخ (۱۰) بے اوٹ الخ (۱۱) کرنی والے (۱۲) خواج خضر (۱۳) دھروئی (۱۴) سوکھے خدا (معاذ اللہ) (۱۵) سورو (۱۶) نام چاپنا (۱۷) تار دیا وغیرہ وغیرہ یہ کس ملک کی اردو ہے، طوالت سے بچکر صرف چھتوڑ گڑھی کی اردو کے نمونے پیش کئے ہیں اور جن مسائل وعقائد پر بھبتیاں اڑائی ہیں ان کی وضاحت کروں تو مضمون طویل ہو جائے گا ظالم نے صرف مسائل پر بھبتیاں نہیں اڑائیں بلکہ قرآن واحادیث مبارکہ کا مذاق بھی اڑایا ہے، بے لگام مفتی جو ہوا اس کا کون کچھ بگاڑ سکتا ہے، انشاء اللہ دوسری قسط میں اس کی ہنسی مذاق کے جملوں کو قرآن واحادیث کے ترازو میں تولا جائے گا پھر معلوم ہوگا کہ اس نے صرف اہلسنت کو نشانہ نہیں بنایا بلکہ براہ راست قرآن وحدیث کے ساتھ ٹھٹھا مخول کیا ہے۔

فقط

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

غفرلہ

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۲۰ھ بہاولپور پاکستان شب جمعرات